رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۵

قیمت سالانہ عہ

قیمت فی پرچہ ۳ر

یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا

البرہان

یعنی

اسلامی ۔ علمی ۔ اخلاقی ۔ تمدنی ۔ تاریخی مضامین کا ماہوار رسالہ

بہ سرپرستی

سرکار علامہ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی مدظلہ العالے

مؤلفہ

سید محمد سبطین سرسوی

فہرست مضامین

بابت ماہ ذی الحجہ الحرام ۱۳۳۳ھ مطابق اکتوبر ۱۵ء

بااہتمام مینیجر رفاہ عالم سٹیم پریس لاہور میں چھپکر بازار حکیماں لاہور سے شائع ہوا

مفرحاتِ دل و دماغ

حکماء یونان کے نزدیک دوا کی تاثیر میں اس کے رنگ بو اور ذائقہ کے مطبوع اور مجرب ہونے کو بڑا دخل ہے خوش رنگ دواؤں کی طرف نظر کرنا اور خوشبودار دواؤں کا سونگھنا اسی طرح خوش ذائقہ دواؤں کا استعمال بعض امراض کا بہترین علاج قرار دیا گیا ہے۔ اور یہی باعث ہے کہ جسقدر ذخیرہ مفرحات طب یونانی میں موجود ہے اور ماۂ العمل ہے اتنا کسی طب میں نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں آدمی اس سے فائدہ اٹھا چکے اور اٹھا رہے ہیں ا[ور] گرم ملک میں (اور خاصکر جبکہ موسم بھی گرم ہو) جہاں شدت عطش و اختلاج قلب تفرق اور اکثر قوے کو ہیجان ہے ایسے مفرحات۔ مقویات۔ مسکنات کی سفر و حضر میں ضرورت رہتی ہے جو اپنی بوئے خوش سے مشام [کو] تازگی اپنے دلفریب رنگ سے آنکھوں کو خنکی اور راحت اور اپنے لطیف ذائقہ سے زبان کو لذت معد[ے] کو سیری و سیرابی۔ دل و دماغ کو قوت و سکون بخشیں۔ اگرچہ حکمائے یورپ کو ایک زمانہ دراز تک اس اصول سے اختلاف رہا اور اس طریقہ سے بے پرواہ رہے لیکن اب زمانہ آ گیا ہے کہ وہ ہمارے ہم زبان ہیں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے یہاں کے مفرحات اپنے اثر میں عدیم النظر ہیں کارخانہ معدن الادویہ میں شربت جو تازے اور موسمی پھلوں پھولوں سے تیار کئے گئے ہیں نہایت عمدہ اور نفیس اور سریع الاثر ہیں جسے معزز ڈاکٹران و اطباء نے بہت پسند فرمایا ہے۔

جن کی فہرست حسب ذیل ہے

شربت بہار مرکب فی بوتل عہ۔ شربت گڑہل بہ ترکیب جدید فی بوتل عہ۔ شربت بید مشک فی بوتل عہ۔ شربت نارنج فی بوتل عہ۔ شربت لیموں فی بوتل عمر۔ شربت کسیرو فی بوتل عمر۔ شربت کیوڑہ فی بوتل عمر۔ شربت باد[ام] فی بوتل عہ۔ شربت انار ولایتی فی بوتل عہ۔ شربت انار دیسی فی بوتل عمر۔ شربت فالسہ فی بوتل عہ۔ شربت [illegible] فی بوتل عمر۔ شربت فواکہ فی بوتل عمر۔ شربت اسٹار فی بوتل عمر۔ شربت زنگترہ فی بوتل عہ۔ شربت [illegible] فی بوتل عمر۔ شربت سیب فی بوتل عمر۔ شربت انگور فی بوتل عمر۔

شربت افطار صوم فی بوتل ایک روپیہ

نوٹ:۔ شربت افطار صوم جو کارخانہ کی عجیب غریب ایجاد ہے بیحد مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ یہ شربت مسکن عطش۔ مقوی دل و دماغ معطر خوش رنگ۔ خوش ذائقہ بے مثل تیار ہوا ہے۔ اسکے استعمال سے روزے کی تکان بالکل محسوس نہیں ہوتی۔

فہرست مجان طلب فرماویں مفت روانہ ہوگی۔

المشتہر

حکیم سید محمد قاسم و حکیم سید محمد عباس مہتممان کارخانہ معدن الادویہ

وکٹوریہ اسٹریٹ ڈیوڑھی افضل محل لکھنؤ

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اَلْبُرْهَان

جلد ۵	بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ	نمبر ۱۲

شانِ امام مبین

ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نور اللہ فی العالمین ہیں

جناب امام محمد باقر۔ باقر علم الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ مجیدہ "فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا۔ النور واللہ الائمۃ من آل محمدؐ الی یوم القیمۃ وھم واللہ نور اللہ الذی انزل وھم واللہ نور اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض واللہ لنور الامام فی قلوب المومنین انور من الشمس المضیئۃ بالنھار وھم واللہ ینورون قلوب المومنین ویحجب اللہ عزوجل نورھم عمن یشاء فتظلم قلوبھم واللہ لا یحبنا عبد ویتولانا حتی یطہر اللہ قلبہ ولا یطہر اللہ قلب عبد حتی یسلم لنا ویکون سلما لنا فاذا کان سلما لنا سلمہ اللہ من شدید

کا ذکر بھی ضرور فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی آیت الکرسی میں بعد اپنے ذکر کے ان دونوں برگزیدہ بارگاہ کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ اور امیر المؤمنین امام مبین کا تو نام بھی لکھ دیا ہے۔ تدبر شرط ہے۔ ملاحظہ ہو انہیں دونوں کی رعایت اور مناسبت سے ساری آیت میں دو دو اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔ حی قیوم۔ سنۃ نوم۔ سموٰت وارض۔ اور ایک ہی جنس کے دو دو حرف ایک ہی جگہ جمع فرمائے ہیں۔ من ذا الذی یشفع عندہ یعلم ما بین۔ پس گویا ان تمام مخلوقات کی حفاظت جن پر اسم مبارک محمدؐ و علیؑ مکتوب و مسطور ہے اسی علی عظیمؑ کے متعلق ہے "فتدبر فانہ دقیق جداً و لا یلقاھا الا ذو حظ عظیم"۔

بعد ازاں فرماتا ہے کہ جب ہم نے تمہارے صفحۂ وجود پر محمدؐ و علیؑ کو مکرر لکھ دیا ہے۔ تو اب ہدایت اور گمراہی دونوں ایک دوسری سے ظاہر اور جدا ہو گئی ہیں پس جو کوئی محمدؐ و علیؑ کے دشمنوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول اور اس کے اوصیاء و خلفاء پر ایمان لائیگا تو اس نے ایک ایسی محکم اور مضبوط رسی پکڑ لی ہے جو اس کو فرش زمین سے کھینچکر عرش بریں تک پہنچا دیگی۔ اور ٹوٹنے کی نہیں۔ پس اللہ ایسے لوگوں کا ولی ہے اور ان کو ظلمات یعنی جماعت آئمۂ نار سے نکالکر صفوف آئمۂ نور میں داخل فرماتا ہے۔ اور جو محمدؐ و علیؑ کی محبت و مودت سے انکار کرتے ہیں ان کے اولیاء طاغوت ہیں اور اُن کو صفوف نور سے نکالکر ظلمات کی طرف لیجانے کی کوشش کرتے ہیں پس یہی لوگ اصحاب نار ہیں اور ہمیشہ جہنم میں رہینگے۔

آئمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام
کل انبیاء و اوصیاء کے علوم کے وارث ہیں

چنانچہ جناب امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کے جواب میں تحریر فرمایا ہے

امّا بعد فان محمداً کان امین اللہ فی خلقہ فلما قبض کنا اھل البیتؑ
ورثتہ فنحن امناء اللہ فی ارضہ عندنا علم البلایا والمنایا وانساب العرب
ومولد الاسلام وانا لنعرف الرجل اذا رأیناہ بحقیقۃ الایمان وحقیقۃ النفاق
وان شیعتنا لمکتوبون باسمائھم واسماء آبائھم اخذ اللہ علینا وعلیھم
المیثاق یردون موردنا ویدخلون مدخلنا لیس علی ملۃ الاسلام غیرنا
وغیرھم ونحن نجباء النجباء ونحن افراط الانبیاء ونحن ابناء الاوصیاء
ونحن المخصوصون فی کتاب اللہ عزوجل ونحن اولی الناس بکتاب اللہ
عزوجل ونحن اولی الناس برسول اللہ ونحن الذین شرع اللہ لنا دینہ فقال
فی کتابہ - شرع لکم یا آل محمد من الدین ما وصی بہ نوحاً قد وصینا
بما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک یا محمدؐ وما وصینا بہ ابراھیمؑ وموسیٰؑ
وعیسیٰؑ فقد علمنا وبلغنا علم ما علمنا واستودعنا علمھم نحن ورثۃ
اولی العزم من الرسل ان اقیموا الدین یا آل محمدؐ ولا تتفرقوا فیہ وکونوا علی
جماعۃ کبر علی المشرکین من اشرک بولایۃ علیؑ ما تدعوھم الیہ من ولایۃ
علیؑ ان اللہ یا محمدؐ یھدی الیہ من ینیب من یجیبک الی ولایۃ علیؑ

ترجمہ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ بالتحقیق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مخلوقات میں اللہ کے امین تھے پس جب وہ جناب اس دارِ فانی سے دار القرار کو تشریف
لے گئے تو ہم اہل بیت اُن کے وارث ہوئے - پس ہم زمین میں اللہ کے امین ہیں ہمارے
پاس ہے علم البلایا - علم المنایا انساب عرب اور مولد الاسلام - اور ہم آدمی کو دیکھکر اُس کے
ایمان کی حقیقت اور نفاق کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں - بالتحقیق کہ ہمارے شیعہ مع
ان کے نام اور اُن کے آبا و اجداد کے ناموں کے ہمارے پاس مکتوب ہیں - اللہ نے
ہم سے اور اُن سے عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ ہمارے گھاٹ پر وارد ہوں اور ہمارے مدخل میں

داخل ہوں دینِ اسلام پر سوائے ہمارے اور ہمارے ان کے اور کوئی نہیں ہے اور ہم شریفوں کے شریف ہیں اور ہم اسباطِ انبیاء ہیں اور ہم ابنائے اوصیاء ہیں اور ہم ہی مخصوص ہیں کتاب اللہ میں اور ہم ہی سب سے زیادہ کتاب اللہ کے سزاوار ہیں اور ہم ہی سب سے زیادہ رسول اللہ کے مستحق ہیں اور ہم وہ ہیں کہ ہمارے لئے اللہ نے اپنا دین مقرر فرمایا ہے۔ پس اپنی کتاب مجید میں ارشاد فرمایا۔ (اے آل محمدؐ تمہارے لئے وہ شریعت مقرر کی گئی ہے جو نوحؑ کو وصیت کی گئی تھی۔ (پس ہم نے اسی طرح وہ شریعت لوگوں کو پہنچائی جس طرح نوحؑ نے پہنچائی تھی۔) اور وہ شریعت جو ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کی طرف وحی کی ہے اور وہ شریعت جو ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عطا کی تھی۔) پس ہم نے تعلیم دی اور تبلیغ کی ان علوم کی جو ہم کو ان بزرگوں سے پہنچے۔ پس ہم وارث ہیں مرسلین اور اولوالعزم کے۔ اور ہم کو ارشاد ہوا کہ اے آل محمدؐ دین کو مخلوقات میں قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ہونے دو اور ایک جماعت ہو کر رہو۔ اُن مشرکین کے لئے جو ولایتِ علیؑ میں شرک کرتے ہیں یہ ایک امرِ عظیم ہے کہ تم اُن کو ولایتِ علیؑ کی طرف بلاتے ہو۔ اے محمدؐ ہم اُسی کو ہدایت کرتے ہیں جو ولایت و مودتِ علیؑ کی دعوت کو تجھ سے قبول کرتا ہے۔ (مترجم) چنانچہ آیتِ تکمیلِ دین اس مقصد پر صاف دال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام غدیر خم میں "کل ما انزل اللہ" کو علی بن ابیطالب کے حوالے کیا جب یہ آیت نازل ہوئی "یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" ترجمہ۔ اے رسول جو کچھ ہم نے تجھ پر نازل فرمایا ہے وہ سب اپنے وصی اور خلیفہ کو پہنچا دے اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو گویا تو نے ہماری کوئی رسالت نہیں ادا کی (!!) بدیہی ہے کہ اس آیت کی تکمیل حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام غدیر خم میں کی ہے جیسا کہ کل تواریخ اسلام اس پر شاہد ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے

تو اس کو چاہیئے کہ اس کے برخلاف ثابت کرے ورنہ معاذ اللہ وہ رسولِ امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خائن قرار دیتا ہے کہ انہوں نے حکم خدا کی تعمیل نہیں کی "فتدبر ولا تکن من الخائنین" پس جب حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل شرائع دینیہ اور احکام الٰہیہ کو اپنے خلیفہ اور وصی علیؑ ابن ابیطالب علیہما الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا دیا تو ارشاد باری ہوا۔ "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" یعنے آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت دینیہ کو تم پر تمام کر دیا اور اب تمہارے اس دینِ اسلام سے جس میں ولایت علیؑ مشروط ہے راضی اور خوشنود ہوا ؎

یا علیؑ ولی امام انام ✤ ہو سدا آپ پر درود و سلام

ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اسمائے حسنیٰ

عین اللہ۔ لسان اللہ۔ ید اللہ۔ وجہ اللہ

اور مدبرات امور الٰہیہ ہیں ✤

جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں آیہ مجیدہ "وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا" کی (کہ اللہ کے اسماء حسنیٰ ہیں پس انہیں کے ذریعہ سے اس سے دعا کرو) "نحن واللہ الاسماء الحسنیٰ الذی لا یقبل اللہ من العباد عملاً الا بمعرفتنا" قسم بخدا ہے عز و جل ہم ہی وہ اسماء حسنیٰ ہیں کہ جن کی معرفت بغیر اللہ تعالیٰ کوئی عمل بندوں کا قبول نہیں کرتا ✤

اور فرمایا حضرت نے کہ "ان اللہ خلقنا فاحسن خلقنا وصورنا فاحسن صورنا وجعلنا عینہ فی عبادہ ولسانہ الناطق فی خلقہ ویدہ المبسوطۃ

علی عبادہ بالرافۃ والرحمۃ ووجہہ الذی یوتی بعد بابہ الذی یدل علیہ وخزانۃ فی سمائہ وارضہ بنا اثمرت الاشجار وانیعت الثمار وجرت الانہار وبنا ینزل غیث السماء وینبت الارض وبعبادتنا عبداللّٰہ ولولا نحن ما عبداللّٰہ ۔ ترجمہ ۔ بالتحقیق کہ اللہ نے ہم کو خلق فرمایا پس ہماری خلقت سب سے اچھی بنائی اور ہم کو صورت عنایت فرمائی پس ہماری صورت سب سے حسین بنائی اور ہم کو اپنے بندوں میں اپنی آنکھ بنائی اور اپنی مخلوقات میں اپنی زبان گویا اور اپنے عباد پر اپنا دست شفقت ورحمت بنایا اور اپنا وجہ بنایا جس کے ذریعہ سے مخلوقات اپنے خالق کو اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے اور اپنا باب رحمت بنایا جو اس کی طرف لوگوں کی رہبری کرتا ہے اور اپنا خزانہ بنایا اپنے آسمانوں اور زمین میں ۔ ہمارے سبب سے درخت پھل لاتے ہیں اور پھل پختہ ہوتے ہیں اور ہمارے فیض سے نہریں جاری ہیں اور ہمارے طفیل سے باران رحمت نازل ہوتا ہے اور زمین روئیدگی لاتی ہے ۔ اور ہماری عبادت سے اللہ کی عبادت کیگئی اور اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت بھی نہ ہوتی ÷

اور دعاے سمات میں وارد ہوا ہے " وبکلمتک التی خلقت بھا السمٰوٰت والارض " اے پروردگار تیرے اس کلمہ پاک کا واسطہ جس سے تونے آسمانوں اور زمین کو خلق فرمایا ہے " وبکلماتک التی تفضلت بھا علی اھل السمٰوٰت والارض واھل الدنیا والاخرۃ " اور تیرے ان کلموں کا واسطہ جن سے تونے اہالیان آسمان اور اہالیان زمین پر تفضل اور احسان فرمایا ہے اور جن سے تونے اہالیان دنیا اور اہالیان آخرت پر جود ومغفرت کیا ہے ۔ پس ظاہر ہے کہ کلمۂ اول سے مراد باعث ایجاد عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دوسرے سے مراد ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں ÷

اور انہیں ائمہ حق کی مقام تعظیم میں خداوند عالم قسم یاد فرماتا ہے اور انہیں کو اس نے اپنے کل امور کا مقسم اور مدبر بنایا ہے۔ فقال عزوجل والذریت ذروا فالحملت وقرا فالجریت یسرا فالمقسمت امرا۔" قسم ہے ان نفوس قدسیہ کی جو ارواح عوالم کو اُن کے اجرام و اجسام میں بکھیرتے ہیں پس قسم ہے اُن نفوس قدسیہ کی جو احکام الٰہیہ و علوم الٰہیہ کے بڑے بھاری بوجھ کے اُٹھانیوالے ہیں پس قسم ہے اُن نفوس قدسیہ کی جو اُن امورِ عظیمہ کو آسانی اور نرمی کے ساتھ مخلوقات میں جاری اور ساری کرتے ہیں پس قسم ہے اُن نفوس قدسیہ کی جو اِن امور الٰہیہ کو برابر تقسیم کرتے ہیں۔ دوست و دشمن سب کو برابر رزق و صحت جاہ و حشمت دولت و ثروت عطا کرتے ہیں ؂

یا علیؑ ہے تیرے کرم کی دھوم بھیجا شربت برائے قاتل شوم

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری

وقال عزوجل والنازعات غرقًا والناشطت نشطا فالسبحت سبحا فالسبقت سبقا فالمدبرات امرا۔" قسم ہے اُن نفوس قدسیہ کی جو مالکان موت و حیات ہیں اور قسم ہے ان نفوس قدسیہ کی جو دریائے انوار الٰہیہ میں تیرنے والے ہیں اور قسم ہے اُن نفوس قدسیہ کی جو کل مخلوقات پر خلقت میں سبقت رکھنے والے ہیں اور قسم ہے اُن نفوس قدسیہ کی جو امور الٰہیہ کے مُدبّر ہیں علیہم الصلوٰۃ والسّلام ؛

اور فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر میں آیہ مجیدہ فلما اسفونا انتقمنا منھم کی۔ ان اللہ عزوجل لا یاسف کاسفنا ولکنہ خلق اولیاء لنفسہ یاسفون ویرضون وھم مخلوقون مربوبون فجعل رضاھم رضا نفسہ وسخطھم سخط نفسہ لانہ جعلھم الدعاۃ الیہ والادلاء علیہ فلذلک صاروا کذلک ولیس ان ذلک یصل الی اللہ کما یصل الی خلقہ

لکن ھذا معنی ما قال من ذلک وقد قال من اھان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ ودعانی الیھا وقال ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ وقال ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ ترجمہ (جبکہ انہوں نے ہم کو ناراض کیا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا) بالتحقیق کہ خدائے عزوجل ہماری طرح سے متاسف نہیں ہوتا۔ لیکن اُس نے اپنے امور کیلئے کچھ اولیاء خلق فرمائے ہیں جو متاسف ہوتے ہیں اور خوشنود ہوتے ہیں، اور وہ مخلوق اور مربوب ہیں پس خالقِ عالم نے اُن کی خوشنودی کو اپنی خوشنودی قرار دیا ہے اور اُن کے رنج و غم کو اپنا رنج و غم قرار دیا ہے کیونکہ اُن کو اُس نے اپنا داعی اور رہبر بنایا ہے اسلئے وہ ایسے ہوئے اور یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ اُس تک کوئی رنج و غم پہنچے جس طرح ہماری طرف پہنچتا ہے اور یہی مطلب اس قول کا ہے جو اُس نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے۔ بالتحقیق وہ مجھ سے آشکارا جنگ کرتا ہے اور مجھ کو لڑائی کے لئے بلاتا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے رسول کی اطاعت کی بالتحقیق اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور فرمایا ہے اے رسول جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں بالتحقیق وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اور اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ÷

اور جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر آیہ مجیدہ "وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ"۔ (انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے ہی نفسوں پر ظلم کرتے تھے) میں ارشاد فرمایا ہے:- ان اللہ تبارک وتعالیٰ اعظم واجل وامنع من ان یظلم ولکن خلطنا بنفسہ فجعل ظلمنا ظلمہ وولایتنا ولایتہ حیث یقول انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا یعنی الائمۃ منا اھل البیت۔" بالتحقیق کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات سے کہیں عظیم و جلیل اور منیع ہے کہ اُس پر ظلم کیا جائے۔ لیکن اُس نے ہم کو اپنے نفس کے ساتھ شامل کر دیا ہے پس

ہماری مظلومیت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اسی طرح ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ بالتحقیق کہ تمہارا ولی اولاً و بالذات اللہ ہے۔ اور ثانیاً و بالتبع اُس کا رسول اور مومنون یعنی ائمہ اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ معرفت امام واجب لازم ہے تاکہ رضائے معبود حقیقی حاصل ہو ÷

چنانچہ زرارہ نے جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا۔ "یا بن رسول اللہ اخبرنی عن معرفۃ الامام منکم واجبۃ علی جمیع الخلق فقال ان اللہ عزوجل بعث محمدا الی الناس اجمعین رسولاً و حجۃ اللہ علی جمیع خلقہ فی ارضہ فمن آمن باللہ و بمحمد رسول اللہ واتبعہ وصدقہ فان معرفۃ الامام منا واجبۃ علیہ ومن لم یؤمن باللہ و برسولہ ولم یتبعہ ولم یصدقہ ولم یعرف حقہما فکیف یجب علیہ معرفۃ الامام وھو لا یومن باللہ ورسولہ ولم یعرف حقھما۔ قال قلتُ فما تقول فیمن یومن باللہ ورسولہ ویصدق رسولہ فی جمیع ما انزل اللہ اَیَجِبُ علی اولئک حق معرفتکم قال نعم الیس ھولاء یعرفون فلانا وفلانا قلت بلٰی قال اتری ان اللہ ھو الذی اوقع فی قلوبہم معرفۃ ھولاء واللہ ما اوقع ذالک فی قلوبہما الا الشیطان۔ لا واللہ ما الھم المومنین حقنا الا اللہ عزوجل" ترجمہ۔ اے فرزند رسولؐ ارشاد فرمائیے کہ آیا ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معرفت تمام مخلوقات پر واجب ہے پس حضرت نے ارشاد فرمایا بالتحقیق خدائے بزرگ و برتر نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا اور اپنی زمین میں اُن کو اپنی حجت قرار دیا۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہے اور اُن کی اتباع کرتا ہے اور کل امور میں اُن کی تصدیق کرتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ائمہ اہلبیت کی معرفت ضرور واجب و لازم ہے۔ اور جو کوئی خدا و رسول پر ایمان نہیں رکھتا اور نہ ان کی اتباع کرتا ہے نہ تصدیق اور نہ اُن کے حقوق کو پہچانتا ہے پس

اُس پر امام کی معرفت کس طرح واجب ہو گی جبکہ وہ اللہ اور رسول کو تسلیم ہی نہیں کرتا اور نہ اُن کے حقوق کو جانتا ہے۔ (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہؐ کیا ارشاد ہے اُس شخص کی نسبت جو اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور رسول اللہ کی ہر امر میں تصدیق کرتا ہے۔ کیا ایسے پر آپ کی معرفت واجب ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ کیا یہ لوگ فلاں اور فلاں کی معرفت نہیں رکھتے؟ میں نے عرض کیا ہاں رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کیا تو خیال کرتا ہے کہ اللہ نے انکے دلوں میں اُن کی معرفت ڈالی ہے۔ قسم بخدا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمارے دشمنوں کی محبت اُن کے دلوں میں شیطان نے القا کی ہے۔ اور قسم بخدائے عزوجل نہیں ہے ایسا۔ جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ بالتحقیق کہ مومنین کو ہمارے حقوق کی معرفت خدائے بزرگ و برتر نے الہام کی ہے +

اور جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا: انما یعرف اللہ عزوجل ویعبدہ من عرف اللہ و عرف امامہ منا اھل البیت بالتحقیق کہ اللہ کو وہی پہچانتا ہے اور وہی اس کی عبادت کرتا ہے جو اللہ اور ائمہ اہلبیت کو پہچانتا ہے +

ذریح نے جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کون لوگ خلق کے امام ہیں؟ فقال کان امیر المومنین اماما ثم کان الحسن اماما ثم کان الحسین اماما ثم کان علی بن الحسین اماما ثم کان محمد بن علی اماما من انکر ذلک کان کمن انکر معرفۃ اللہ تبارک وتعالیٰ و معرفۃ رسول اللہ (ثم قال قلت) ثم انت جعلت فداک فاعدتہا علیہ ثلث مرات فقال انی انما حدثتک لتکون من شہداء اللہ تبارک وتعالیٰ فی ارضہ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا امیر المومنینؑ امام تھے اُن کے بعد حسنؑ مجتبےٰ امام تھے اون کے بعد حسینؑ مظلوم امام تھے اُن کے بعد علی بن الحسینؑ امام تھے۔ ان کے محمد بن علیؑ امام تھے۔ اور جو کوئی اس کا انکار کرے گویا اُس نے معرفت اللہ اور معرفت رسولؐ سے انکار کیا ہے (راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے عرض کیا) کہ بعد اُن کے حضور

حلق میں ہیں میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں۔ اور اس کلمہ کو میں نے تین مرتبہ ادا کیا پس
حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے اس لئے بیان کیا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں اسکا
رہے ۰ (باقی تا آئندہ) الٰہی جرم من بہر نبی بخش ۰

آل انڈیا شیعہ کانفرنس
کا
اجلاس نہم

غالباً دسہرے کی تعطیل میں الہ آباد میں ہوگا۔ الہ آباد کی انتظامیہ کمیٹی کے سیکرٹری جناب سید حیدر مہدی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی زید لطفہ نے جملہ مومنین ہند عموماً اور اہل پنجاب کو خصوصاً شرکت کانفرنس کی دعوت دیتے ہوئے حسب ذیل خط ارسال فرمایا ہے۔ بعد ملاحظہ حضرات پنجاب و دیگر مومنین اپنی رائے سے کانفرنس کو مطلع فرما سکتے ہیں۔ البرہان اپنی رائے مضمون خط کے ذیل میں عرض کرے گا۔ (ایڈیٹر)

۱۳۔ ستمبر ۱۹۱۵ء

الہ آباد

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب البرہان

جناب والا۔ تسلیم!

آپ کی عنایت سے امید ہے کہ آپ ان چند سطروں کو اپنے اخبار میں جگہ دینگے اور اپنی رائے سے بھی مجھکو اور قوم کو مستفیض فرمائیں گے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس نہم بمقام الہ آباد قرار پایا ہے اہل الہ آباد نے اس امر کو محسوس کر کے کہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا قوم کے لئے مفید ہے۔ کانفرنس کو مدعو کرنے کی ہمت

کی ہے اور بحیثیت سیکرٹری کمیٹی انتظامیہ میں تمام مومنین کے عموماً اور بالخصوص اہل پنجاب
سے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے مستدعی ہوں آپ کے قومی خلوص سے امید ہے
کہ آپ بھی میری مدد کرینگے۔ اور مومنین پنجاب کو شرکت کے لئے آمادہ فرمائینگے۔ سچ
ہے کہ کانفرنس کی گذشتہ تاریخ نہایت خراب ہے اور اس کا نو سال کا وجود قوم کے
لئے بہت مفید ثابت نہیں ہوا۔ لیکن اگر اس ناکامی کے اسباب پر غور کیا جائے تو
باہمی اختلافات اس کے باعث ہیں۔ پہلے ہی سال خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم
و مغفور نے کانفرنس سے علیحدگی اختیار کی۔ پھر امروہہ میں مسئلہ صدارت پر ہنگامہ ہوا
اس کے بعد آخر آخر پار سال دہلی میں کانفرنس مدعو کی گئی اور آخر کار اس کا اجلاس وہاں
نہ ہو سکا۔ ان امور کا کچھ ہی باعث کیوں نہ ہو اور الزام کسی کے سر کیوں نہ رکھا جائے
اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ ان واقعات نے کانفرنس کی جانب سے بد دلی پیدا کردی
اس میں بھی شک نہیں کہ جن طریقوں سے یہ مسائل طے ہوئے اگر اس عنوان سے نہ ہوتے تو
غالباً کانفرنس کو اس سے زائد نقصان پہنچتا۔ افسوس اس کا ہے کہ یہ واقعات کیوں پیش
آئے۔ اگر یہ اہم مسائل پیش نہ آتے تو شیعہ کانفرنس کی جو حالت آج ہے وہ نہ ہوتی شیعہ
کانفرنس کی ضرورت سے جن حضرات کو انکار ہے اُن کی خدمت میں صرف یہی عرض کرنا
بس ہے کہ تجربہ بتا دیگا کہ بلحاظ خصوصیات فرقہ شیعہ کے ایک ایسی انجمن کا ہونا ضروری ہے
اور کوئی دوسری انجمن اُنکی خصوصیات کو ملحوظ و محفوظ نہیں رکھ سکتی اور کسی عام مشترک انجمن
سے اس کی توقع رکھنا بیکار ہے۔ نہ کوئی منصف مزاج کسی مشترکہ اسلامی انجمن کو
اس کا الزام لگا سکتا ہے۔ کہ وہ شیعوں کی خصوصیات کا تحفظ کیوں نہیں کرتی
ہر شخص اس پر کھڑا ہوتا ہے اور ہر وہ طبقہ جس کی خصوصیات مشترک ہوں متعلقہ کوشش
سے اپنے حقوق کی حفاظت کا ذمہ وار ہے + مسٹرر

جن حضرات کو کانفرنس کے گذشتہ طریق عمل سے اختلاف ہے یا اُن لوگوں کو

جنکے ہاتھ میں کانفرنس کا نظم ونسق ہے۔ اس کا اہل نہیں سمجھتے ہیں اُن کے کانفرنس سے
وٹھ بیٹھنے کا راز اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ مانا کہ اُن کو اپنی نو برس کی کوشش
یں ناکامی ہوئی اور اپنے خیال کے مطابق وہ کانفرنس کو راہ راست پر نہیں لگا سکے۔
یکن محض نا اُمید ہو کر کسی کام کو چھوڑ دینا ہرگز ہمت کی دلیل نہیں ہے۔ اگر وہ اپنے نصب العین
و حق سمجھتے ہیں اور اس کوشش کو دیانتداری سے جاری رکھیں گے تو میرا عقیدہ
ہے کہ ایک نہ ایک دن اُن کو کامیابی ہوگی۔

سرزمین پنجاب نہایت مردم خیز ہے اور زندہ دلان پنجاب مشہور ہیں۔ ہندو اور مسلمان
وم کے لئے سرزمین پنجاب نے سچے خادم پیدا کئے ہیں۔ جن کا جوش۔ جن کی صداقت
ن کا ولولہ جن کی ایثار کے کارنامے دوسرے ممالک کے لئے بھی باعث فخر ہیں۔ کیا شیعہ
وم میں ایک بھی جوشیلا سچا ہمدرد قوم نہیں جو اس نوبت پر لبیک کہہ کر خدمت کے لئے
یار ہو جائے۔ مجھے یقین ہے کہ پنجاب میں ایسے صاحبانِ دل کی کمی نہیں ہے اور
وئی نہ کوئی قوم کا فدائی اس کے لئے تیار ہو جائیگا کہ امسال کی کانفرنس کی شرکت کیلئے
ضرات پنجاب کو آمادہ کردیگا۔ اور جو بدمزگی کانفرنس کی طرف سے پیدا ہو گئی ہے اُسکو
ور کریگا۔ اگر کسی ایک شخص یا چند شخصوں کو حضرات پنجاب صاحب تقصیر سمجھتے ہیں
بیچاری قوم نے کیا گناہ کیا ہے۔ اور اُس سے کیوں منہ موڑا جاتا ہے۔ جب تک
پ حضرات تشریف نہ لائیں اپنی وجوہ کو قوم کے سامنے نہ پیش کریں۔ جب تک قوم آپ سے
توجہی نہ کرے اُس وقت تک آپ کو علیحدگی کا کیا حق ہے۔ اگرچہ سچے معالج قوم
ے وہی ثابت ہوئے ہیں جنھوں نے قوم کی بے اعتنائی کی پرواہ نہیں کی اور ایسی
دمت اور علاج سے باز نہیں آسکے۔ الغرض اہل الہ آباد نہایت متمنی ہیں اس امر کے
وہ امسال کانفرنس کے پنڈال میں قوم کے ہر طبقہ کے اہل الرائے حضرات کی
یارت کریں اور اُن کے مفید مشوروں سے فایدہ اُٹھا کر کوئی ایسا طریقہ نکالیں

کہ یکسوئی سے کام چلے اور اختلافات کا سدِ باب ہو جائے۔

اگر آپ حضرات نے اہل الہ آباد کی اس ارادے میں مدد فرمائی تو ہم لوگ آپ کے نہایت شکر گذار ہوں گے۔ اہل پنجاب کی قومی ہمدردی خلوص و جوش پر بھروسہ کر کے یہ استدعا اُن کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ اور چونکہ سچے دل سے شرکت کی تمنا ظاہر کی گئی ہے۔ اس کا یقین ہے کہ ہماری تمنا اخوت ایمانی کو جوش میں لاکر آپ حضرات کو الہ آباد میں پہنچا دیگی۔ (نیاز مند حیدر مہدی وکیل سکرٹری کمیٹی انتظامیہ الہ آباد)

نوٹ از البرہان

اگرچہ مجھے اپنی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس پر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ سکرٹری صاحب کی فرمائش کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس لئے چند سطر کا لکھ دینا لازمی معلوم ہوتا ہے۔ جہانتک مجھے علم ہے اور تجربے و مشاہدے سے ثابت ہوا ہے اہل پنجاب بلکہ تمام اہل ہند میں باستثنائے بعض فی الحقیقت کوئی بھی نفس کانفرنس کا مخالف نہیں ہے باینمعنی کہ اس کی ضرورت کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے اور اُس کے قیام و بقا کو ضروری جانتا ہے اور اہل پنجاب کے کانفرنس میں شریک نہ ہونے۔ اور اس سے علیحدہ رہنے یا ہونے کی وہی وجوہات ہیں جن وجوہات کی بنا پر اہل بنگال و بہار و مدراس کے اہل الرائے علیحدہ رہے، یا ہو گئے ہیں ابتداءً اہل پنجاب نے کانفرنس کے قیام و انعقاد سے مخالفت نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت سے انکار کیا۔ اہل پنجاب ممبر ہوئے۔ سفرائے کانفرنس کا خیر مقدم کیا اُن کو مدد دی اور حسب استعداد چندہ دیا جو کانفرنس کی گذشتہ رپورٹوں سے ظاہر و واضح ہے۔ اگر اہل پنجاب نفس کانفرنس کے مخالف ہوتے تو ہرگز اس میں شریک نہ ہوتے۔ اگر اختلاف ہے تو کانفرنس کے رویہ اور طرز عمل سے ہے۔ مسئلہ صدارت میں اہل پنجاب نے جو صدر کی مخالفت یا صدائے احتجاج بلند کی تھی ان کی کوئی ذاتی مخالفت نہ تھی اور اس میں اہل پنجاب منفرد نہ تھے

ہاں ان اہل الرائے کے ہمخیال اور ہم آواز تھے۔ جو کانفرنس اور قوم کی بہبودی کے لئے صدارت میں تجسیم چاہتے تھے۔ پھر مسئلہ صدارت کے کیف ما کان طے ہونے سے بھی اہل پنجاب کو ملال نہیں بلکہ باعث رنج و ملال وہ طرز عمل ہے جو وقوع میں آیا۔ موجب اختلاف وہ شخصی دباؤ ہے جس نے امروہے میں مسئلہ متنازعہ کو اکثر افراد کی رائے اور پبلک احساسات کے موافق و مطابق طے ہونے دیا۔ جیسا کہ از روئے قواعد و ضوابط کانفرنس ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ کانفرنس مجموعہ جماعت کا نام ہے نہ ایک شخص واحد کا۔ رنج و ملال اور عمومی منافرت کا باعث وہ خود غرضیاں ہیں جو سال گزشتہ دہلی میں اجلاس کانفرنس اور مسئلہ صدارت کے متعلق پیش آئیں۔ اور جنہوں نے ثابت کر دیا کہ کانفرنس قومی احساسات کا بالکل لحاظ نہیں رکھتی۔ کانفرنس عام بہبودی کی خواہاں نہیں ہے۔ کانفرنس کا آئیڈیل اور مطمح نظر اور ہے۔ کانفرنس یا کانگرس یا پارلیمنٹ میں کسی امر مختلف فیہ و متنازع فیہ کا کسی ایک گروہ کے خلاف پاس اور طے ہو جانا اگر وہ قواعد و ضوابط کی پابندی۔ انصاف اور نیک دلی سے اور نیک نیتی سے ہو۔ باعث نفرت و علیحدگی نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک جگہ ایسا ہوتا ہے۔ اور کسی اجتماعی جماعت میں ہر ہر شخص کی رائے کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ مگر جس طریق سے ہوا نہ ہونا چاہیئے تھا۔ وہ طرز عمل اور وہ طریقہ ضرور ایسا ہے کہ اس سے ہر ایک واقف و صاف دل اور ہمدرد قوم نفرت کریگا۔ بُری نظر سے دیکھے گا اور علیحدگی اختیار کرے گا۔

آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کانفرنس کی گزشتہ تاریخ نہایت خراب ہے۔ اور اس کا نو سال کا وجود قوم کے لئے بہت مفید ثابت نہیں ہوا۔ اور اس کا باعث باہمی اختلاف بتلاتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اس کے اسباب کیا کیا ہیں۔ میں اسکو تسلیم کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ کیا اب اس اختلاف کے رفع کے اسباب مہیا کئے گئے ہیں۔

کیا ایسی تدابیر و تجاویز اختیار کی گئی ہیں جو آئندہ کے اتحاد و اتفاق کا باعث ہوں۔ اگر اختیار کی گئی ہیں تو ان سے ضرور پبلک کو مطلع کیا جائے۔ اور جملہ مومنین خصوصاً اہل پنجاب کو بھی اس میں غور کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ معلوم کریں کہ آیا یہ تدابیر و تجاویز کارگر ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ اور اگر نہیں اختیار کی گئیں تو پھر کس بات پر اہل پنجاب کو رغبت دلائی جائے۔ کیا چیز ان کو دکھائی جائے۔ کونسی ایسی نئی بات کانفرنس میں پیدا ہوئی ہے جو ان کو جبراً اپنی طرف کھینچ کر لائے۔ کیا جن وجوہ سے آنریبل خواجہ صاحب مرحوم مغفور نے علیحدگی اختیار کی جنکے باعث مسئلہ صدارت پر ہنگامہ ہوا جنکے سبب سے کانفرنس کا اجلاس دہلی میں نہ ہو سکا اور دعوت واپس لی گئی۔ وہ وجوہ و اسباب و علل اب موجود نہیں ہیں۔ سب مرتفع و معدوم ہو گئی ہیں؟ کیا ہمارے دوست وکیل صاحب اس کا ثبوت دے سکتے ہیں" کہ جن طریقوں سے یہ مسائل طے ہوئے اگر اس عنوان سے نہ ہوتے تو غالباً کانفرنس کو اس سے زیادہ نقصان پہنچتا اگر میں یہ کہوں کہ قضیہ معکوس ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر یہ مسائل اسی طرح طے ہوتے جس طرح کہ ہوئے مگر اس عنوان اور اس طریقے سے نہ ہوتے جس سے کہ ہوئے تو غالباً کانفرنس کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور یہ اختلاف عظیم پیدا نہ ہوتا اور دوسرے لفظوں میں کانفرنس سال گذشتہ اس طرح نہ ٹوٹ جاتی۔ اس جماعت کا ٹوٹ جانا یقیناً کانفرنس کا ٹوٹ جانا ہے۔ تو حق بجانب ہے۔

شیعہ کانفرنس کی ضرورت سے کسی بابصیرت عقلمند فرد قوم کو اختلاف نہیں ہے۔ ہاں اس کے گذشتہ طریق عمل سے اختلاف ہے۔ اور اسی طرح ان لوگوں سے اختلاف نہیں اور نہ ان سے کوئی ذاتی کاوش اور بغض و عناد ہے جنکے ہاتھ میں کانفرنس کا نظم و نسق ہے۔ بلکہ ان کے طرز عمل اور رویہ ہی سے اختلاف ہے جس میں ابھی تک بظاہر کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔ اور کانفرنس صورت ملفوظی یا مکتوبی

کا نام نہیں ہے بلکہ کانفرنس انہی اشخاص کا نام ہے جو اس کے کارکن اور اسکے اجزاء کہلاتے ہیں۔ اور اس لئے اہل پنجاب کے کانفرنس سے رُوٹھ بیٹھنے کا راز بالکل صاف صاف اور کھُلا ہُوا ہے۔ ہاں اگر کانفرنس - (ک-ا-ن-ف-ر-ن-س) کا نام ہے تو اس سے اہل پنجاب ہرگز نہیں رُوٹھے نہ اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اس لفظ کو وہ بھی اسی طرح استعمال کرتے ہیں جس طرح کہ اہل اودھ *

یہ بھی سچ ہے کہ "محض ناامید ہو کر کسی کام کو چھوڑ دینا ہرگز ہمت کی دلیل نہیں ہے" لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ متواتر و متوالی ناکامیاں اکثر و بیشتر مایوسی کا باعث ہو جاتی ہیں اور بڑے بڑے صاحب ہمت دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ چہ جائیکہ یہاں مایوسی سے بھی مایوسی اور حالت یہ ہو ؎

شکل امید تو کیا ہم کو نظر آتی ہے صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے

ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ ہمت جب ہی بڑھتی ہے جب کچھ ہوتا نظر آتا ہے ورنہ محض سبز باغ دکھانے سے سال دو سال انتہا ئے ثو سال امید رہے گی اور آخر کار حسب عادت انسانی ایک نہ ایک دن ناامید ہونا پڑے گا *

جناب کا یہ فرمانا بھی بجا و درست ہے۔ اور از رُوئے عقیدہ بالکل حسن و صدق۔ کہ "اگر وہ اپنے نصب العین کو حق سمجھتے ہیں اور اس کوشش کو دیانتداری سے جاری رکھیں گے تو میرا عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن ان کو کامیابی ہو گی" لیکن اگر اس میں سے نقطۂ اگر نکال دیا جائے تو پھر صفر ہے۔ اور گذشتہ تاریخ اس کا بیّن ثبوت اور کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہی حالت۔ یہی کیفیت اور یہی طرز عمل اور طریق عمل ہے تو کانفرنس قیامت تک بھی قوم کی بہبودی کے لئے کچھ نہ کر سکیگی۔ ہاں اگر بہبودی قوم کے سوا ان کا نصب العین کچھ اور ہے تو شاید اس میں ایک نہ ایک دن کامیابی حاصل ہو۔ مگر زمانہ کی موجودہ رفتار اور معیار دور اندر

قوموں کی بیداری اور اقتضاآت زمانہ اس کے بھی منافی اور اسکو مانع ہیں ۔

سرزمین پنجاب ضرور مردم خیز ہے اور زندہ دلان پنجاب مشہور ہیں لیکن قوم کی بے توجہی اور بے انصافی ناقدردانی ہر زندہ دل کو پست حوصلہ بنا دیتی ہے قوم میں جب ہی کوئی زندہ دل بن سکتا ہے جبکہ قوم اس کی زندہ دلی کی قدر کرے اس کا حوصلہ بڑھائے اور اس کی دستگیری کرے۔ زندہ قوموں میں زندہ دل پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو قوم ہی مُردہ ہو اُس میں کیا زندہ دل پیدا ہونگے۔ اور بالفرض ہوئے بھی تو کب تک زندہ رہیں گے۔ اگر ایک شیر ببر کو لوہے کے مضبوط کٹہرے میں بند کر دیا جائے اور حرکت تک نہ کرنے دی جائے تو وُہ لومڑی سے بدتر ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جب ایک صاحب قدرت و اختیار کو اظہار قوت کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ اور ہر طرح سے اس کی ہمت توڑی جائے تو آخر کار وُہ ایک دن ضرور بے ہمت بلکہ بے قوت ہو جائیگا۔

اگر کانفرنس کی کارروائی اور اس کی گذشتہ تاریخ پر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اہل پنجاب کو تو کبھی کانفرنس میں شریک ہی نہیں کیا گیا اور اس کو موقع ہی نہیں دیا گیا کہ وُہ کچھ کریں یا بولیں۔ کیونکہ کانفرنس میں شریک کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان سے جس صورت سے بھی ہو کچھ چندہ وصول کر لیا جائے اور رسید بہی کے متعدد خانوں والے جال میں کہیں نہ کہیں پھنسا لیا جائے بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان کو کارکن جماعت میں شریک کیا جائے۔ ان سے انتظامی اور ضروری امور میں مشورہ لیا جائے اور ان کے مشاہرے کی مثل دیگر حضرات کے قدر کی جائے مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کی منتظمہ کمیٹیوں میں اہل پنجاب بالشاذ کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں بلکہ اکثر میں بالکل مفقود ہیں۔ اس سال کی سب جیکٹس کمیٹی میں صرف پنجاب سے ایک شخص کا نام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جنرل انتظامیہ کمیٹی کے ممبران کی فہرست ملاحظہ

و دیگر کمیٹیہائے منتظمہ اور جو نام ہیں وہ بھی برائے نام محض دکھلانے اور کہنے کیلئے نہ کہ رائے لینے اور ان کی رائے کی قدر کرنے کے واسطے۔ شیعہ سنٹرل بورڈنگ ہوس کا مجھے ممبر بنایا گیا۔ کچھ عرصے تک تو بعض تحریرات وصول ہوتی رہیں اب برسوں سے خبر بھی نہیں کیا ہو رہا ہے۔ شیعہ مشن کا بالاصرار ممبر بنایا گیا مگر ممبری کی اطلاع کے بعد آج تک خبر نہیں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ کون اس کمیٹی کا سکرٹری ہے اور کون پریسیڈنٹ۔ میں اسی پر دوسرے ممبران پنجاب کو قیاس کرتا ہوں۔ اگر کوئی ممبر فرض کئے جائیں اور اگر واقعہ اس کے خلاف ہے اور دوسرے ممبروں کے ساتھ یہ طرز عمل نہیں ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لینے کو تیار ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس کے خلاف کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو نام لکھ لئے جاتے ہیں وہ محض اشک شوئی اور دلجوئی کے لئے۔ نہ اس لئے کہ حقیقتاً انکو شریک کیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے تو اہل مدراس و بنگال و بہار و بمبئی کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے۔ اور ان کے نام برائے نام ہیں اور وہ بھی شاذ و نادر۔ اور تمام عنصر اودھ کا ہے اور در اصل اس لحاظ سے کانفرنس کو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کہنا ہی درست نہیں ہے بلکہ اودھ شیعہ کانفرنس کہنا چاہیئے۔ یا لکھنؤ شیعہ کانفرنس نام رکھنا چاہیئے۔ جب تک کہ تمام ہندوستان کے شیعوں کی بہبودی کو اس میں مدنظر نہ رکھا جائے اور ان کی ضروریات کا خیال نہ کیا جائے۔ ان سے مشورہ نہ لیا جائے اور ان کے احساسات کو وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے اور ان کی رائے اور مشورے کی قدر نہ کی جائے۔ اس وقت تک آل انڈیا شیعہ کانفرنس کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔

اگر واقعی کانفرنس آل انڈیا شیعہ کانفرنس ہوتی اور اس کو مثل اودھ یا اپنی خصوصیات و ذاتیات و اغراض کے ساتھ دوسرے اہل ہند کا بھی خیال

ہوتا تو سال گذشتہ یہ ناگفتہ بہ امور پیش نہ آتے۔ اگر کانفرنس فی الحقیقت اہل پنجاب کو شریک کرنا چاہتی اور ان کے احساسات کو محسوس کرتی اور چاہتی کہ اہل پنجاب علیحدہ نہ ہوں۔ یہ زندہ دل شریک رہیں تو باوجود ان کے اس اعلان کے کہ اگر کانفرنس نے انصاف سے فیصلہ نہ کیا تو ہم علیحدہ کانفرنس قایم کرلینگے اور اس کانفرنس سے بالکل علیحدہ ہوجائینگے تو ہرگز اس عنوان سے فیصلہ نہ کرتی۔ درآنحالیکہ وُہ حق پر تھے۔ حق کی خاطر یہ کہہ رہے تھے۔ دینی محبّت سے مشورہ دے رہے تھے۔ وُہ مذہب کی توہین نہ چاہتے تھے۔ اور برابر دیانت دیانت پُکار رہے تھے۔ مگر کانفرنس کے ایک فرو نے بھی جواب نہ دیا اور ایک گھر سے بھی دیانت نے لبیک نہ کہا۔ کیا کانفرنس نے اس کو محسوس کیا کہ سرزمین پنجاب کے تمام زندہ دل علیحدہ ہوئے جاتے ہیں۔ اور جب یہ ہو چکا اور مشاہدے میں آچکا تو میرے دوست کا اہل پنجاب سے یہ کہنا صحیح اور حق بجانب نہیں ہے کہ "جب تک آپ حضرات تشریف نہ لائیں اپنی وجوہات کو قوم کے سامنے پیش نہ کریں۔ جب تک قوم آپ سے بے توجہی نہ کرے۔ اُس وقت تک آپ کو علیحدگی کا کیا حق ہے" اہل پنجاب آئے لکھنؤ تک پہنچے۔ اپنی وجوہات کو مدلل و مبرہن قوم کے سامنے تقریراً و تحریراً پیش کیا اور قوم نے ان سے بے توجہی کی۔ کانفرنس نے انہیں چھوڑ دیا۔ ان کی پرواہ نہ کی۔ اور اس لیئے ان کو حق حاصل ہے کہ وُہ کانفرنس کو چھوڑ دیں اور قطعاً علیحدہ ہوجائیں اور اس تفریق کے ذمہ دار کارکنان کانفرنس اس کے اجزائے عاملہ اور صاحبان حل وعقد ہی ہیں جن کا نام کانفرنس ہے۔ کانفرنس کوئی درخت یا جانور نہیں ہے یہی جماعت کانفرنس ہے۔ اور وُہ اہل پنجاب کو چھوڑ چکی اور دراصل اب وُہ منہ نہیں رکھتی کہ اہل پنجاب کو دعوت دے۔ سفیر بھیجے اور چندہ طلب کرے۔ اور نہ اہل پنجاب ہی ایسے بے غیرت ہیں جو ان حالات کے ہوتے ہوئے پھر کانفرنس میں چلے جائیں۔

اِس افتراق کا الزام ہرگز اہل پنجاب پر نہیں ہے جبکہ وُہ برابر اعلان کرتے رہے پُکارتے رہے کہ ہم نے علماء کرام کی ذواتِ مقدسہ پر فیصلہ چھوڑ دیا۔ وُہ اپنے ایمان و انصاف سے طے کر دیں اور صاف حکم دیدیں ہم سب ماننے کو تیار اور شریک حال ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا +

اگر اہل پنجاب اِس تفریق پر خوش ہوتے اور وُہ چاہتے کہ جماعت ٹوٹ کر ٹکڑے ہو جائیں تو بہت ممکن بلکہ یقینی تھا کہ سال گذشتہ ہی ابھی دہلی میں جہاں سے دعوت کانفرنس واپس لی گئی تھی۔ پنجاب امامیہ کانفرنس کا اجلاس ہو جاتے۔ جس میں نہ صرف اہل پنجاب بلکہ اکثر مدبران اہل بنگال و بہار و مدراس و بمبئی بھی شریک ہوتے۔ اجلاس ہوتا اور بڑی کامیابی سے اور جوشیلے زندہ دلان پنجاب و بہار و بنگال ایسا ہی چاہتے تھے۔ مگر صرف اِس خیال سے کہ تفریق اچھی نہیں اور اس میں جلدی نہ چاہیئے۔ شاید اصلاح ہو جائے۔ پر اہی حضرات نے جلسہ رد کا جنکو میرے خیال میں اوّل مخالفین کانفرنس تصوّر کیا جاتا ہے ایسی صورت میں اہل الہ آباد کی دعوت کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہیں کہ وُہ کانفرنس کی طرف سے بحالت موجودہ دعوت دینے کے مستحق نہیں ہیں کس خوبی پر اہل پنجاب کو بُلایا جاتا ہے۔ کانفرنس وُہی ہے جو پنجاب کو بالکل چھوڑ چکی ہے۔ اس کے عناصر و ارکان وُہی ہیں اور یا در و انصار وہی ہیں۔ وُہی زمین ہے وُہی آسمان۔ وُہی اس آسمان کے نجوم و کواکب۔ وُہی نور۔ وُہی ظہور۔ وُہی قضا وُہی اہلکار اور وُہی فضاء ہے۔ وُہی آب و ہوا۔ وُہی اختلافات اور وُہی اسباب اختلاف۔ کونسی چیز بدل گئی ہے۔ کونسا تغیر واقع ہو گیا ہے۔ کونسے ارکان بدل گئے اور کونسا دستور العمل نیا بنا ہے ؎

عالم وہی زمین وہی آسمان وہی +

خلاصہ یہ کہ اہل پنجاب اب بھی شریک ہونے کو تیار ہیں وُہ ہرگز تفریق میں خوش نہیں ہیں۔ بشرطیکہ کوئی اطمینان بخش حالت پیدا ہو جائے۔ ان امور کی اصلاح ہو جو باعث اختلاف ہیں وُہ نقائص رفع ہوں جو مانع ترقی ہیں۔ جب تک معزز کارکنان کانفرنس اور صاحبان حل و عقد کا ایک وسیع ڈیپوٹیشن پنجاب میں دورہ نہ کرے اور اُن کو اطمینان نہ دلائے اور موجودہ دستور العمل تبدیل نہ کیا جائے۔ منتظمہ کمیٹیوں کا باقاعدہ انتخاب نہ ہو۔ ان کے احساسات کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ انکے مشورے کی قدر نہ کی جائے۔ اہل پنجاب اور دیگر تمام مدبران ملک اور اہل الرائے کا اب شریک ہونا محال ہے اور اسی طرح جب تک کہ کانفرنس اپنا طرز عمل تبدیل نہ کریگی ترقی کرنا بلکہ قایم رہنا محال ہونا برائے نام تو اب بھی ہے۔ اور شاید اسی طرح ایک مدت رہ سکے اور اسی طرح اہل پنجاب سال گذشتہ بھی شریک ہوئے تھے۔ اس مرتبہ بھی کوئی نہ کوئی شریک ہو ہی جائے گا اور کوئی سفیر آئیگا تو چندہ بھی لے ہی جائیگا لیکن اس صورت میں قوم کو کوئی فایدہ نہیں پہنچ سکتا اور کانفرنس مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ خواہ پنجاب علیحدہ کانفرنس قایم کرے یا نہ کرے۔

یہ میری رائے تھی جو ظاہر کی گئی۔ آئندہ ہر صاحب رائے اپنی رائے کے اظہار کا حق رکھتا ہے اور مطلع کر سکتا ہے۔ بحالت موجودہ وجود کانفرنس قوم کے لئے نہایت مضر ہے۔ اور علاوہ نقصان مال و زر کے جدید تفریق قومی کا باعث۔ صاحبان حل و عقد کو اختیار ہے کہ اس حال میں رہنے دیں یا اُس کی اصلاح کریں۔ وما علینا الا البلاغ +

مواعظ حسنہ

گذشتہ نمبر میں خلافت الٰہیہ اور کتاب مستطاب مواعظ حسنہ کی بابت مختصراً

اعلان کیا جا چکا ہے۔ اس کی تعریف و توصیف کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ سرکار علامہ موصوف دام ظلہ العالی کے ان مواعظ کا مجموعہ ہے جن کی شہرت ان کی توصیف سے مستغنی کرتی ہے۔ اور جو ملک میں ایک مدت سے مشہور و معروف ہیں۔ اس جلد میں کم سے کم اٹھارہ موعظے ہونگے۔ جن کو دو حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک عشرہ محرم الحرام علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ جن کا کچھ حال مفصلہ ذیل فہرست مضامین سے ظاہر ہوگا۔ اُمید تو یہی ہے کہ انشاء اللہ محرم الحرام سے پہلے تیار ہو جائینگے۔ واللہ عند اللہ السفی منا والاتمام من اللہ۔ ہم سب سے پہلے ہر دو کتاب خلافت الہیہ و مواعظ حسنہ اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرینگے کہ مبادا بعد میں اِن کے علمی خزانے اِن بے بہا جواہرات سے خالی رہ جائیں۔ اور آخر کار نایافتگی سے متاسف ہونا پڑے۔ ناظرین البرہان کی میزیں اس تحفے سے ہرگز خالی نہ رہنی چاہئیں۔ فہرست مضامین حسب ذیل ہے:۔

فہرست کتاب مواعظ حسنہ

حِصّۂ اوّل

(مواعظ اوّل)

(۱) نئی روشنی اور زمانہ کی موجودہ حالت	(۴) آدم کے بیٹوں کی قربانیاں ٭
(۲) قرآن اور تبیان۔	(۵) مسلمان اور واقعہ کربلا حسینی دعوت
(۳) قصص قرآنی اور انکی علت و مصلحت	اور اصحاب حسینؑ ٭

(موعظہ دوم)

(۱) ضرورت امام۔
(۲) امام حق و باطل۔
(۳) امام کی شناخت کیونکر ہوسکتی ہے؟
(۴) تفسیر آیات قرآنی وغیرہ۔

(موعظہ سوم)

(۱) امام۔ ام الکتاب۔ ام القریٰ۔
پیغمبر اُمّی لقب۔
(۲) فضیلت خاتم الانبیاء بر جمیع انبیاء۔
(۳) شہید ثالث یا امام خلق۔
(۴) من عندہ علم الکتاب۔
(۵) اُمِّ سلمہ۔ شہادت حسینؑ۔

(موعظہ چہارم)

(۱) جسم و رزق جسمانی۔
(۲) نزول آہن۔
(۳) رزق رُوحانی۔
(۴) کتاب و قرآن کا فرق۔
(۵) مثلے متعلق قرآن و امام حسینؑ۔
(۶) مس کتابت قرآن۔
(۷) آیۃ اللہ و حجۃ اللہ۔
(۸) صفات مشترکہ نبی و امام۔
(۹) فرق شاہد و شہید مصیبت حسینی
از زبان امام زمانؑ۔

موعظہ پنجم

(۱) تفاوت انواع موجودات اور اسکی علت۔
(۲) تحمل انبیاء علیہم السّلام۔
(۳) رفع اشتباہ۔
(۴) قاعدہ کلیہ۔
(۵) فضائل و مقامات صبر۔
(۶) معنی صبر۔

موعظہ ششم

موعظہ ہفتم

موعظہ ہشتم

موعظہ نہم

موعظہ دہم

موعظہ یازدہم

حصّہ دوم

موعظہ اوّل

(موعظہ دوم)

(موعظہ سوم)

(موعظہ چہارم)

(موعظۂ پنجم)

موعظۂ ششم

موعظۂ ہفتم

(خاکسار مینیجر)

قصیدہ در منقبت

{من تصنیف سیّد کاظم علی واسطی سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس بریلی، شاگرد
جناب حکیم سیّد جعفر حسین صاحب کاشف مرحوم و مغفور}

شانِ حیدر پر ہے مُہرِ کتفِ پیغمبر شہید
ہے کفِ پائے علیؑ مُہرِ نبوت پر شہید

قوت دستِ خدا پر ہے درِ خیبر شہید
ضربِ حیدر پر ہے ابنِ عبدِ ودّ کا سر شہید

یرے مولیٰ ہیں خدا و مُصطفےٰ و مُرتضےٰ
اِنّما شاہد خدا شاہد ہے پیغمبر شہید

رتضےٰ نے توڑ کر پھینکا بُتوں کو خاک پر
ارضِ بیت اللہ شاہد دوشِ پیغمبر شہید

کارِ پیغمبر کیا کرتے مولائے مُرتضےٰ
سُورۂ توبہ ہے شاہد کعبۂ داور شہید

سندِ خیر البشر نفسِ نبی کا ہے مقام
ہے شبِ ہجرت نبی اللہ کا بستر شہید

تلِ پیغمبر ہیں اولیٰ بالتصرف مُرتضےٰ
ہے غدیرِ خم گواہ و نصِ پیغمبر شہید

ان کے سائل کو حیدر نے دیا مالِ کثیر
بے زباں اُشتر ہیں شاہد حضرتِ قنبر شہید

طنِ مادر میں علی کرتے تھے تعظیمِ نبیؐ
فاطمہ بنتِ اسد شاہد ہیں پیغمبر شہید

جرہ کعبہ میں نفسِ مُصطفےٰ پیدا ہوا
شق ہوئی دیوارِ کعبہ ہے خدا کا گھر شہید

رتضےٰ کی تیغ سے اسلام بار آور ہوا
کافروں کے سر ہیں شاہد دینِ پیغمبر شہید

رشی سے نفس کی جو چاہے وُہ والی بنے
نفسِ پیغمبر ہے اولیٰ نصِ پیغمبر شہید

حمد و زہراؑ و حیدر ہر دو ابنائے رسُول
ہیں یہی اہلِ کساء ازواجِ پیغمبر شہید

حیدرِ صفدر کے گھر ٹوٹا ستارہ برملا
آیۂ والنجم شاہد انجم و اختر شہید

عزت سیرِ رسُول اللہ پر معراج میں
جنبشِ زنجیر شاہد گرمی بستر شہید

ورثِ قرآن نبی وارث ہے آلِ مُصطفےٰ
ہے جلی نصِ کتابِ خالقِ اکبر شہید

طمہؓ کے لعل ہیں بیٹے رسُول اللہ کے
آیۂ ابناءنا شاہد ہے پیغمبر شہید

کثرتِ اولادِ محبوبِ خدائے پاک پر — تیسویں پارہ میں یا سورۂ کوثر شہید
اہلبیتِ پاکِ طٰہٰ طیب و معصوم ہیں — آیۂ تطہیر ہے جن کی طہارت پر شہید
اپنی آلِ پاک پر شاہینِ ختم المرسلین — اور آلِ سید لولاک ہے ہمپر شہید
خاطرِ شبیر و شبر ہو گیا گوہر دو نیم — حضرتِ روح الامین شاہد ہیں انکے پر شہید
صادقینِ آلِ ختم المرسلین پر ہو سلام — صدق مطلق پر ہے جنکے خالقِ اکبر شہید
دادخواہی کے لئے پیشِ خدا یوں جائینگے — سر ہتیلی پر لئے ہونگے سرِ محشر شہید
باپ بھائی بھانجے بیٹے بھتیجے اور آپ — ہے حسین ابنِ رسول اللہ کا سب گھر شہید

حق ادھر پھرتا ہے پھرتے ہیں جدھر کو مرتضیٰ
قول پر ہے میرے کاظم نصِ پیغمبر شہید

آٹھویں دلیل دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے کہ نبوت ایک درجہ عالیہ ہے کما قال عزّ وجل۔ "رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علٰی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق" +

خدا درجات کا بلند کرنے والا صاحب عرش علم تقدیر و تدبیر ہے۔ وہ اپنے عالم امر سے ایک روح خاص اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ تاکہ وہ شخص اِس رُوح کے ذریعہ سے روز قیامت سے ڈرائے۔ مسلّم ہے کہ بشیر و نذیر پیغمبر کو کہتے ہیں " بعث النّبیّین مبشّرین و منذرین"۔ خدا نے انبیاء کو بھیجا جو خوشخبری دینے اور ڈرانے والے ہیں۔ اِنّما انت منذر و لکل قوم ھاد۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ تو منذر (ڈرانے والا) ہے اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی مقرر ہے۔ اور آیۃ صدر سے ثابت ہے کہ بشیر و نذیر ہونا۔ ایک رُوح خاص پر موقوف ہے۔ جو عطیہ خاصۂ الٰہیہ ہے اور وہ عالم امر سے ہے نہ عالم خلق سے۔ اور اِس لئے یہ رُوح مخصوص ہے نبی سے۔ اور صدر آیت سے ثابت ہے کہ یہ ایک درجہ رفیعہ عالیہ ہے۔ جو ہر شخص کو عطا نہیں ہوتا بلکہ جسکو اپنے بندوں میں چاہے عطا کرتا ہے۔ اور یہ درجہ عطا کرنا اس روح خاص کا عطا کرنا ہے۔ اور آیۃ مجیدہ " ویرفع اللّٰہ الّذین امنوا منکم والّذین اوتوا العلم درجات"۔ (خدا بلند کرتا ہے درجات اُن لوگوں کے جو تم میں سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کے جنکو علم عطا کر دیا گیا ہے) سے ثابت ہے کہ رفعتِ درجات و حصُول مراتب عالیہ ایمان اور علم پر موقوف ہے۔ اور ایمان خود فرع علم ہے اور علم مقدم۔ لہٰذا رفعت درجات صرف علم پر موقوف ہے۔ بس رفعتِ درجات نبوتی بھی علم ہی پر موقوف ہے اور

اوّل معیار نبوت علم ہی ہے۔ چنانچہ نبی اوّل و اوّلِ نوعِ بشیر کے مقابلہ میں ملائکہ سے
علم ہی کی بابت سوال کیا گیا اور اس میں ان کا امتحان لیا گیا۔ اور اس علم سے نبوت وخلافت
حضرت آدمؑ ثابت ہوئی۔ اور علم ہی کی وجہ سے مکرم ومعظم ومسجودِ ملائکہ قرار پائے چنانچہ
متعدد طریق سے ہم اس کو البرہان کے گذشتہ نمبروں میں ثابت کر چکے ہیں
خصوصاً جلد دوم میں۔ نبوت علم پر موقوف ہے اور علم ہی معیار نبوت ہے اور علم
باعث رفعت درجات اور علم ہی اوّل کمال واکمل کمالات ہے۔ کوئی نبی اس علم سے
خالی نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ معیار نبوت علم موہبتی لدنی ہے نہ علم کسبی
وتحصیلی۔ کیونکہ علوم کسبیہ علوم ناقصہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اکثر غلط وخلاف واقع پس
ہر ایک نبی علم موہبتی رکھتا ہے۔ اور صدر آیت میں یہ ثابت ہوا ہے کہ رفعت درجہ
نبوت روح خاص نبوتی پر موقوف ہے۔ جو روح امری ہوتی ہے اور اس سے بشیر ونذیر
ہوتا ہے۔ اور یہاں ثابت ہوا ہے کہ رفعت درجات علم پر موقوف ہے۔ اور معیار
نبوت علم ہی ہے۔ پس بنا بر جمع بین الاصلین نتیجہ یہ نکلا کہ علم نبی اس روح سے ہے
اور وہ روح روحِ علمی ہے جس کو یہ عطا ہو گئی عالم ہو گیا (کما بیّناہ مراراً) اسلئے
کوئی نبی اس روحِ علمی سے خالی وعاری نہیں ہوتا۔ اصطلاحِ شرع اور قرآنی محاورے میں
اسکو کتاب وجودی سے تعبیر تفسیر کیا جاتا ہے۔ "فقال عزوجل۔ بَعَثَ اللّٰہُ
النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ" اللہ نے نبیوں کو بھیجا
درانحالیکہ وہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ کتاب
نازل کی۔ اس آیت کی رُو سے ہر ایک نبی کے لئے کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ اور
مَعَهُمْ سے ثابت ہے کہ یہ کتاب ان کے وجود کے ساتھ معیت رکھتی ہے اور
اس میں شک نہیں کہ وہ کتاب جو ہر ایک نبی کے وجود کے ساتھ ساتھ ہے اور اس سے
معیت وجودیہ رکھتی ہے وہ ہی علم ہے جو معیار نبوت ہے۔ اور جس پر نبوت موقوف

اور وارث علم وجودی وہ ہی روح خاص ہوتی ہے۔ اور وہ ہی حقیقت کتاب ہے نہ کتاب منزل تشریعی۔ یہی قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ثابت و واضح ہے "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا" میں بندہ خدا ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔ اول کتاب ہے جو ما بہ النبوۃ و موقوف علیہ نبوت ہے اور وہ علم وجودی و حقیقت کتاب ہے نہ کہ کتاب تنزیلی جو بعد بعثت مقام اجراء احکام و اظہار نبوت ہے۔ یہ کتاب عیسوی یقیناً غیر انجیل تنزیلی ہے۔ کما قال عز و جل۔ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ الخ" اے عیسیٰ یاد کرو اس وقت کو جبکہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل تعلیم دی اور سکھائی۔ یہ کتاب غیر انجیل ہے۔ یہ حقیقت انجیل و حقیقت علمیہ ہے اور انجیل صورت تنزیلی و اجرائی۔ فافہم۔

غرض نبوت و رفعت درجات موقوف ہے۔ علم موہبتی لدنی پر اور اسکو کتاب وجودی سے تعبیر کیا جاتا ہے "لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ" البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور ان سب کے ساتھ ساتھ کتاب و میزان اتاری اور عطا کی ہے اور یہ سلسلہ بطور توارث ہمیشہ ذریت انبیاء میں جاری رہا ہے اور ہر ایک نبی کے بعد اس کا جانشین وہ ہی ہوا ہے جو وارث علم موہبتی لدنی اور حامل کتاب حقیقی وجودی ہو۔ اور یہ خاصہ برگزیدگان خدا ہے "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" — بتحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران کو تمام عالمین پر برگزیدہ کیا ہے جو ذریت یکدیگر و سلسلہ متصلہ ہے۔ اور اللہ ہر ایک بات کا جاننے والا اور سننے والا ہے۔ اور یہ اصطفاء

اِس کتاب پر موقوف ہے۔ اور یہی کتاب بطور توارث آئی ہے۔ قال سبحانہٗ تعالیٰ
وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی الْھُدٰی وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
الْکِتٰبَ۔ ھُدًی وَّذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ" اور البتہ ہم نے موسٰی کو ہدایت عطا
کی اور بنی اسرائیل کو کتاب وراثت میں دی جو اہل عقل کیلئے ہدایت و عبرت ہے (مومن رع ۶)
صدر آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہدایت موسوی اس کتاب پر موقوف ہے
اور وہ ہی کتاب بطور توارث بنی اسرائیل میں رہی ہے۔ اس سے زیادہ توضیح اس
آیۃ مبارکہ میں ہے :۔ "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰھِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ
ذُرِّیَّتِھِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ" (حدید رع ۴) اور ہم نے نوحؑ اور ابراھیم کو رسول بناکر
بھیجا اور ہمیشہ کے لئے ان کی ذریت میں کتاب و نبوت قرار دی اور پھر خاص حضرت ابراہیم
کے حق میں فرماتا ہے :۔ "وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ"۔ (عنکبوت)
ہم نے ذریت ابراہیم میں نبوت و کتاب قرار دیدی ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ ذریت ابراہیم
میں باقی ہے۔ اس بقا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خداوند عالم فرماتا ہے :۔ "وَجَعَلَھَا
کَلِمَۃً بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ ابراہیم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی اولاد میں اسکو کلمہ باقیہ
قرار دیا۔ یہ جعل جعلِ الٰہی ہے اور قاعدہ کلیہ مسلمہ ہے کہ انصراف مطلق کا فرد کامل مطلق
کی طرف ہوتا ہے۔ اور جب تک کوئی تقیید حکم میں نہ ہو حکم کلی ہوتا ہے لہٰذا بنصِ
آیہ کریمہ کتاب و نبوت ذریتِ حضرت ابراہیم میں تا قیام قیامت باقی ہے کیونکہ قید
کسی وقت خاص کے لئے نہیں ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اولاد اسمٰعیل میں
ہی یہ سلسلہ قائم و باقی رہے گا۔ اِس لئے کہ اس سلسلہ میں وارث کتاب وہ امت مسلمہ
ہوگی جو مثل پیغمبر مسلم مطلق ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہی مابہ النبوۃ ہے اور حامل کتاب
نہیں ہوسکتے مگر وہ نفوس قدسیہ جو متصف باوصاف پیغمبری ہوں :۔ "وَاِذْ
یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ......

...بَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ .....

... رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ الخ" جب ابراہیم و اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں

...بلند کر رہے اور اُسکو بنا رہے تھے۔ فرمایا خداوندا ہم دونوں کو اپنا خاص مسلمان بنا اور ہماری

...ذریت میں سے بھی ایک ایسی ہی اُمت مسلمہ قرار دے .... اور اس امت مسلمہ میں اسی

...میں سے ایک کو پیغمبر بنا۔ یہ دعا یقیناً حضرت اسمٰعیل و اولاد اسمٰعیل سے مخصوص ہے

...اور یہی کتب سابقہ سے بھی ظاہر ہے کہ یہ دُعا اسمٰعیل و اولاد ہی کے لئے تھی جو قبول

...ہوئی جیسا کہ اس رسالہ میں کسی دوسری جگہ واضح ہوگا۔ پس دوام و بقاء کتاب و سلام

...ہوتی اولاد اسمٰعیل ہی میں ہے نہ بنی اسرائیل میں اور لابد بعد حضرت اسمٰعیل یہ کتاب

...جو مایہ النبوۃ ہے امت مسلمہ میں رہی ہے۔ جس امت مسلمہ میں سے پیغمبر مبعوث

...ہوا ہے اور اس امت کا ایک فرد ہے۔ اور پیغمبر عربی مکی۔ مدنی قبیلہ قریش و

...بنی ہاشم سے ہے۔ پس ضرور وُہ امت مسلمہ جو وارثِ علم وجودی و حامل کتاب

...حقیقی وجودی تھی بنی ہاشم میں ہے اور قیامت تک یہ کتاب یعنی علم موہبتی لدنی بنی

...ہاشم میں باقی ہے۔ اور یہ جعل جعل الٰہی اور فعل خدا ہے اور ان کی خلقت و سرشت

...میں داخل۔ "وَلَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" خلقت الٰہی کو کوئی بدل

...نہیں سکتا۔ یہ سنت خداوندی ہے۔ "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا"

...سنت الٰہی کبھی نہیں بدل سکتی۔ اور کبھی اس سلسلے میں انقطاع واقع نہیں ہو سکتا۔

یہ بھی مسلم ہے کہ جناب ابراہیم درجہ امامت پر بھی قائم ہیں جو بعد نبوت و خُلّت و

...رسالت عطا ہُوا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مایہ الامامت بھی علم ہی ہے۔ کیونکہ نبوت

...درجات اسی پر موقوف ہے۔ پس جب حضرت ابراہیمؑ درجہ امامت پر فائز ہوئے

...تو ضرور درجہ علم میں بھی زیادتی ہوئی ہوگی اور ضرور ہوئی اور وُہ زیادتی یہ تھی :۔

...وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"

اسی طرح ہم ابراہیم کو بواطن زمین و آسمان دکھاتے ہیں۔ پس حضرت علاوہ علم
اسماء و مسمیات و مفاہیم علم حقائق بھی رکھتے تھے۔ لہذا یہ علم علم موہبتی لدنی ہے
بنا بریں مابہ الامامت و موقوف علیہ امامت بھی وہ ہی علم حقیقی و کتاب وجودی ہے
اور اس کی اس آیت سے بھی توضیح ہوتی ہے۔ "وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ
بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ الخ" علم موہبتی لدنی موقوف ہے۔ وحی
الٰہی پر اور وحی خاصہ نبوت و امامت ہے۔ اس لئے مابہ النبوۃ و مابہ الامامت ایک
ہی شے ہے۔ اور اولاد اسمٰعیل میں وارث کتاب وجودی جو مابہ النبوت والامامت ہے
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ اور وہ ہی حضرت دارائے نبوت و
رسالت و امامت ہیں۔ قَالَ عَزَّوَجَلَّ۔ "اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ
لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ الخ" یعنی مستحق و سزاوار درجہ ابراہیمی وہ ہیں جنہوں نے
اس میں ان کا اتباع کیا اور یہ نبی عربی مکی مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وَقَالَ۔ وَ
كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتَابُ وَلَا
الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا الخ
اسی طرح ہم نے اے ہمارے حبیب تجھکو ایک روح عالم امر سے عطا کی ہے۔ تو نہیں
جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ لیکن ہم نے اس روح کو نور بنا دیا ہے
اور اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں یعنی
جس کو چاہتے ہیں یہ روح عطا کرتے ہیں۔

ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ کتاب وجودی روح خاص نبوتی کے ساتھ ہے
بلکہ اس کی ذات میں داخل اور وہ ہی روح روح علمی ہے۔ خداوند عالم حقیقت کتاب
کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے حبیب جس طرح پہلے انبیاء کو ہم کتاب وجودی
عطا کرتے رہے ہیں اسی طرح سے ہم نے تجکو بھی ایک روح خاص عطا کر دی جس میں

...کتاب ہے اور جو متحد بکتاب ہے - اور پھر تصریح بھی کردی کہ جب تک یہ روح
...تھی تجھ میں کتاب نہ تھی - لیکن جب ہم نے یہ رُوح عطا کردی جو نور ہے تو
...ائے کتاب و عالم بن گیا - اس روح علمی کا عطا کردینا تجھے کتاب وجودی کا عنایت
...ردینا ہے - اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ کتاب اور روح قدس رُوحِ نبوتی و
...روح عالم امری دونو لازم و ملزوم ہیں - جہاں یہ کتاب ہے وہاں یہ روح بھی ہے
...جہاں یہ رُوح ہے وہاں کتاب وجودی بھی دونو نسبت مساوی رکھتی ہیں -
...ں پیغمبرؐ وارث کتاب و نبوت ہے مگر بنصِ آیہ قرآن نبوت آنحضرتؐ پر ختم ہوگئی
...آپ کے بعد کسی پر لفظ نبی صادق نہیں آسکتا - لہذا نبوت ختم ہے - مگر کتاب باقی
...ثنہ بجعل الٰہی ہمیشہ ہمیشہ قائم - اور بنصوص آیات وہ ذریت حضرت ابراہیم
...و اولاد اسمٰعیل ہی میں ہے - اور اس امت مسلمہ میں ہے جس میں سے پیغمبرؐ ہے
...پیغمبرؐ بنی ہاشم سے ہے - لہذا یہ کتاب بنی ہاشم میں ہے - اور بنی ہاشم میں سے
...امت مسلمہ و وارث نبوت ذریت ابراہیم و عترت رسول ہے - پس کتاب ذریت
...سول میں تا قیام قیامت باقی نبوت ختم ہے مگر درجات ابراہیمی و مابہ النبوۃ باقی -
...ں دارائے علم موہبتی و کتاب وجودی وہ ائمہ ذریت حضرت رسُولؐ و اہلبیت
...ت و رسالت ہیں ۔

عبارت دیگر } یہ کتاب متحد ہے رُوح قدس سے اور سید پیغمبرؐ وہ ہی حامل
کتاب ہے جو صاحب روح قدس ہو جس کا اثر وحی ہے

...تاب وجودی علم موہبتی لدنی بجز اس رُوح قدس ممکن نہیں - نذارت و بشارت
...ں روح پر موقوف ہے - ہدایت اسی روح پر مبنی ہے - اور صاحب روح قدس
...ہی شخص ہے جو نفس رسول ہے اور تمام اوصاف میں شریک پیغمبرؐ اور متصف
...صاف نبوتی ہے ۔

بعبارت دیگر کہ یہ روح نور ہے۔ اور اس نور کے لئے محل بھی نورانی ہی چاہیئے۔ اور یہ محل نورانی و حامل روح نورانی وُہ ہی ہو سکتا ہے جو جزو نور محمدی ہو جو مجسم نور ہے "وَقَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" وقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ " میں اور علیؑ ایک ہی نور کے دو ٹکڑے ہیں " وقال اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّسَائِرُ النَّاسِ مِنْ اَشْجَارٍ شَتّٰی۔ میں اور علیؑ ایک اصل سے ہیں اور باقی سب لوگ مختلف و متفرق اصلوں سے ہیں

ان اوصاف سے متصف سوائے علیؑ و اولاد علیؑ ذریت ابراہیمؑ و عترت پیغمبرؐ میں اور کوئی نہیں۔ مسلم ہے کہ جو دارائے علم موہبتی لدنی و حامل کتاب وجودی و موقوف علیہ نبوت و امامت ہوگا وہ بچپن ہی سے بلکہ وقت ولادت ہی سے عالم ہوگا۔ اور قبل نزول ظاہری قرآن یعنی اجرار احکام وہ قرآن کا عالم ہوگا۔ چنانچہ امام محمد بن محمود قزوینی شافعی وغیرہ سے مروی ہے کہ جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے تو جناب رسول خدا تشریف لائے۔ حضرت علیؑ آنحضرتؐ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا " السّلام علیك یا رسول اللّٰہ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ " اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اور سورہ مومنوں کو " هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ " تک تلاوت کیا۔ اس وقت جناب رسول خدا نے فرمایا یا علی تمہاری وجہ سے ان مومنین نے رستگاری پائی۔ اور روایات امامیہ میں تمام قرآن کا پڑھنا مذکور ہے بلکہ کتب اربعہ کا۔ تفصیل ہماری کتاب خلافت الٰہیہ اور کشف الاسرار میں دیکھو جو عنقریب شائع ہو گی ۔

یہ تھا علم موہبتی لدنی اور یہ ہیں حامل کتاب وجودی۔ چنانچہ محمد بن محمد غزالی کہتے ہیں " اِنَّ عُلُوْمَهُ الْعَجِيْبَةَ الَّتِيْ تَحَيَّرَ فِيْهَا الْعُقُوْلُ

(۲) سورۃ القرآن۔ (۳) تفسیر الصافی۔ (۴) مطالب السئول و غیرہ (۵)

لَمْ یَکُنْ عَلٰی سَبِیْلِ التَّعَلُّمِ فَقَطْ بَلْ کَانَتْ کَشْفِیَّۃً لَدُنِّیَّۃً مَلَکُوْتِیَّۃً اِلٰہِیَّۃً

یعنی وہ تمام علوم حضرت علیؑ ابن ابی طالب جن میں عقول متحیر ہیں محض کسبی و تحصیلی نہ تھے بلکہ کشفی لدنی ملکوتی الٰہی تھے۔" وَقَالَ الْعِلْمُ اللَّدُنِّیُّ یَکُوْنُ لِاَہْلِ النُّبُوَّۃِ وَالْوِلَایَۃِ کَمَا حَصَلَ لِلْخِضْرِ وَکَمَا حَصَلَ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ

یعنی وہ فرماتے ہیں علم لدنی اہل نبوت و ولایت کو حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خضر اور علیؑ ابن ابی طالب کو حاصل ہوا تھا۔ یہی علم واقعی و علم حقیقی ہے نہ علم کسبی و تحصیلی۔ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْعِلْمُ بِکَثْرَۃِ التَّعَلُّمِ وَاِنَّمَا ہُوَ نُوْرٌ یَقْذِفُہُ اللّٰہُ فِیْ قَلْبِ مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ"۔

یعنی علم کثرت تعلیم اور بہت سی کتابیں اٹ لینے سے حاصل نہیں ہوتا اور وہ علم نہیں ہے بس علم تو ایک نور ہے جس کو خدا اپنے بندوں میں سے جنہیں چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس نہیں ہے علم مگر علم موہبتی لدنی۔ اور نہیں ہے معیار نبوت و امامت مگر علم لدنی اور نہیں حاصل ہے یہ علم لدنی امت محمدیؐ میں مگر علیؑ ابن ابی طالب اور اس کے اجزاء نوریہ کو۔ نہیں حاصل ہوتا یہ علم نورانی مگر بذریعہ روح نورانی و روح قدس۔ اور نہیں ہیں دارائے روح قدس و روح نورانی مگر علیؑ و اولاد علیؑ۔ پس وہ ہی بعد پیغمبر حامل کتاب وجودی و دارائے علم موہبتی لدنی و وارث امامت ہیں۔ اور وجود ایسے امام خلق کا جو عترت رسولؐ و اولاد بتولؑ و ذریت خلیلؑ سے ہے ضروری و لازمی ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ اس دنیا میں امام از عترت رسولؐ و ذریت خلیلؑ موجود نہیں ہے وہ آیات مذکورہ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتَابَ - وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتَابَ - وَجَعَلَہَا کَلِمَۃً بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ کی صاف تکذیب کرتا ہے اور فعل خدا و قول خدا کا منکر ہے۔ ممکن نہیں کہ امام ذریت ابراہیمؑ و حامل کتاب وجودی و دارائے

علم موہبتی لدنی موجود نہ ہو" ان ھٰذا الا اختلاق - یہ جعل الٰہی و فعل خدائی شبہات و توہمات و استبعادات منکرین و مرتدین سے باطل نہیں ہو سکتا۔ "لا تبدیل لخلق اللہ - ذٰلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون" اس خلقت الٰہی میں تبدیلی نہیں یہ ہی دین محکم ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ان حاملان کتاب کی توصیف و تعریف اور ان کی تنصیص و تشخیص میں اور بہت سی آیات قرآن میں موجود ہیں۔ "مثل من عندہ علم الکتاب"۔ "والذین اٰتیناھم الکتاب یومنون" (قصص) "بل ھو اٰیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم - وغیرھا" ....

جو اکثر البرہان میں بیان ہو چکی ہیں۔ اور پوری تفصیل سے کشف الاسرار میں بیان ہوئی ہیں اور نیز خلافت الٰہیہ میں بھی مذکور ہیں۔ یہی وہ حاملان کتاب ہیں جن کو پیغمبرؐ نے ثانی ثقلین و تالی کتاب اللہ قرار دیا ہے۔ اور یہ آٹھویں دلیل یقینی و برہان قطعی ہے۔ وجود امام علیہ السلام پر کہ ہر زمانے میں ایک ایسا حامل کتاب وجودی نورانی و علم موہبتی لدنی از ذریت ابراہیمؑ و عترت رسولؐ موجود ہے۔ اور دنیا اس سے کبھی خالی نہیں ہو سکتی۔ "وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ"

نویں دلیل حدیث ثقلین خود ایک مستقل دلیل ہے کہ امام خلق ضرور موجود ہے۔ اور جب تک اسلام ہے۔ جب تک قرآن ہے امام بھی ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصریح فرمائی ہے۔ "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض" اہلبیت نبوت و رسالت و عترت رسولؐ اور کتاب اللہ ساتھ ساتھ ہیں۔ قرآن اہلبیت کے ساتھ ہے۔ اور اہلبیت قرآن کے ساتھ ہیں۔ اور روز قیامت تک ان میں افتراق نہیں ہے

ہرگز ان دونوں میں افتراق وجدائی ممکن نہیں۔ کیونکہ ثابت ہوچکا ہے کہ معیار نبوت وما یہ النبوۃ والامامت علم وجدی وکتاب وجودی ہے اور یہ کتاب وجدی متحد ہے۔ حقیقت روح قدس نبوتی وامامتی سے جہاں کتاب ہے یہ روح ہے اور جہاں یہ روح ہے وہاں کتاب ہے۔ اور یہ روح روح نورانی ہے۔ اور یہی حقیقت نبوت وامامت ہے اور کتاب اللہ کی صفت خود اس حدیث شریف میں یہ بیان ہوئی ہے۔ حبل ممدود من السماء الی الارض" ایک رسّی ہے جو زمین وآسمان کے درمیان ممتد ہے اور تفسیر حبل ممدود و حبل متین کی یہ ہے "وبیننا وبین اللہ عمود من نور ترى فيها اعمال العباد" یعنی صاحبان روح قدس وحاملان کتاب اللہ علیہم السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے اور خدا کے درمیان ایک ستون نور ہے جس میں ہم اعمال بندگان خدا کو دیکھتے ہیں۔ ایک سرا اس حبل الہی کا خدا سے متصل ہے اور ایک وجود نبی وامام ہے۔ پس حقیقت کتاب اللہ بھی ایک حقیقت نورانیہ علمیہ ہے اور حقیقت حامل کتاب۔ روح نبوتی وروح قدس بھی حقیقت نورانیہ علمیہ ہے۔ اور دونوں ایک ہیں اور کتاب اس کے ساتھ ہے۔ اور وہ کتاب کے ساتھ۔ چنانچہ "اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" سے بھی یہی ثابت ہے کہ قرآن صورت مقروہ ہوتا ہے اور کتاب حقیقت نورانیہ محمدیہ جو روح قدس وروح نورانی علمی ہے لہذا افتراق کتاب اللہ وحاملان کتاب اللہ عترت واہلبیت رسولؐ قطعاً محال ہے جب تک دنیا میں اسلام باقی ہے۔ جب تک خلق میں کتاب اللہ موجود ہے کتاب اللہ ناطق امام خلق وہادی خلق وحجۃ اللہ ضروری ہے۔ اور کتاب اللہ ضرور قیامت تک موجود ہے۔ اس دنیا میں ہے اور پیغمبر اس حقیقت کو ہمراہ نہیں لے گئے اس کے حاملین کے پاس چھوڑ گئے۔ اور یہی "انی تارك" کا مطلب ہے۔ پس

کتاب اللہ ضرور موجود ہے۔ لہٰذا امام اور صاحب کتاب وحامل کتاب بھی ضرور موجود ہے۔ ناممکن ہے کہ پیغمبر ثقلین چھوڑ جائے۔ اور فرما جائے کہ یہ دونو جُدا نہ ہونگے۔ اور پھر ایک ثقل (کتاب اللہ) کا تو وجود ہو اور کتاب ناطق اور حامل کتاب ثقل ثانی کا وجود نہ ہو۔ اِنْ هٰذَا اِلَّا افْتِرَاءٌ اگر ایسا ہے تو پھر پیغمبر کا یہ فرمانا غلط ہے کہ "لَنْ یَّفْتَرِقَا" یہ دونوں کبھی جُدا نہ ہونگے۔ کیونکہ جب کتاب اللہ ہے اور امام وصاحب کتاب نہیں ہے معدوم ہے تو افتراق لازم آگیا۔ اس لئے کہ موجود معدوم میں اجتماع واتحاد نہیں ہو سکتا۔ ایک موجود اور ایک معدوم جمع نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسا امام جس کی یہ صفت ہے اور اس صفت سے وہ حامل کتاب و ثانی کتاب وثانی ثقلین ہے موجود نہیں۔ معدوم و مفقود ہے تو اُن کو لازم اور ضرور ہے کہ اس وقت وجود کتاب اللہ سے بھی صاف انکار کردیں اور بابیوں ملاعین کی طرح کہدیں کہ معاذ اللہ کتاب خدا منسوخ ہو گئی اور دین مرتفع اور تکالیف دینی برطرف اب جو چاہو سو کرو۔ "قاتلهم اللّٰه انّى يؤفكون" ورنہ تو جو وجود کتاب اللہ کا قائل ہے جس کی صفت حبل ممدود من السماء الی الارض ہے وہ کبھی وجود امام ذریت خلیل و عترت رسول ووارث نبوت واہلبیت رسالت وحامل کتاب اللہ وکتاب اللہ الناطق سے انکار نہیں کر سکتے۔ "اتومنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض" تا بقائے دین الٰہی وجود امام ذریت رسولؐ ضروری ہے۔ اور اس واسطے رسولؐ نے فرمایا ہے "لا یزال هذا الدین حتی یمضی فیه اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش" یہ دین برابر باقی رہیگا تاوقتیکہ اس میں میرے بارہ خلیفہ گذریں جو سب کے سب قریش سے ہونگے۔ (تاریخ الخلفاء وغیرہ) اگر امام اس وقت موجود نہیں ہے اور خلیفہ نبی کا وجود نہیں ہے تو دین خدا بھی نہیں ہے مگر دین خدا ہے اور کتاب اللہ باقی ہے تو امام بھی موجود ہے۔ اور ضرور ہے۔

ہم اُن صاحبانِ انصاف اہلِ اسلام سے دریافت کرتے ہیں جو خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور پیغمبرؐ کو سچا رسول اور پیغمبر خاتم النبیین جانتے ہیں اور اسکے کلام کو "ان ھو الا وحی یوحی" کا مصداق جانتے ہیں کہ اگر اس وقت میں امام از ذریت رسول و اہلبیت رسولؐ موجود نہیں ہے۔ تو پھر ثانی ثقلین و ثانی کتاب از عترت و اہلبیت رسولؐ کون ہے؟ درانحالیکہ ثابت ہو گیا ہے کہ کتاب اللہ سے مراد حقیقت نورانیہ ہے اور مابہ الامامت کتاب وجودی ہی ہے اور جسکے پاس یہ کتاب ہے وہ امام ہے۔ پس آیا غیر از امام اور کوئی ثانی ثقلین و ثانی کتاب حامل کتاب و دارائے علم موہبتی لدنی ہو سکتا ہے؟ اور اگر نہیں ہو سکتا تو پھر وجود امام مسلم و محقق اور انکار محض سفسطہ ہے۔

دسویں دلیل

آیہ امامت ابراہیمی خود ایک دلیل قطعی و برہان حق ہے۔ وجود امام از ذریت ابراہیم پر۔ اس لئے کہ یہ بھی جعل الٰہی ہے۔ اور اسمیں انقطاع و تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ "انی جاعلک للناس اماما" (میں تجھے امام بنانے والا ہوں)، کے بعد حضرت ابراہیم کے اس سوال کے جواب میں "و من ذریتی" (کیا میری ذریت میں سے بھی امام ہونگے؟) خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ "لا ینال عھدی الظالمین" (یہ عہد امامت ظالمین کو نہ پہنچے گا) اس کا یہ معنی ہے "انی جاعلک للناس اماما و جاعل صالحی ذریتک ائمۃ"۔ یعنی تجھکو امام بناؤں گا۔ اور تیری ذریت کے صالحین کو امام بناؤنگا اور صالحین وہی ہیں جو ظلم جلی (شرک)، اور ظلم خفی (جملہ معاصی) سے محفوظ و معصوم ہیں۔ اور اس میں کوئی قید وقت و زمان کی نہیں ہے۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ فلاں وقت اور فلاں زمانے تک امام ہونگے بعد میں نہ ہونگے۔ بلکہ مطلق و عام ہے۔ اور جب تک دُنیا کا وجود ہے اور صفحہ روزگار پر ذریت ابراہیمی کا نشان باقی ہے۔ بلکہ اگر روئے زمین

پر ایک فردِ انسان بھی موجود ہے تو امام از ذریت رسول ؐ ضرور موجود ہے۔ کبھی زمین اس امام خلق اور حجت خدا سے خالی نہیں ہو سکتی۔ پس یا تو دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ امامت ایک زمانہ خاص تک کے لئے محدود تھی۔ اور اُس وقت اور زمان کی تفتیش و تشخیص کی جائے ورنہ وجود امام کا قائل ہونا چاہیئے۔ یہ بھی مسلم ہے کہ اگر یہ امامت ابراہیمی بجعلِ الٰہی بلا انقطاع ثابت و قائم و باقی ہے تو یہ ضرور ذریت و عترت رسول ہی میں ہے اور ذریت رسول میں اب سوائے حضرت حجہ ابن الحسن مہدی آخر الزمان اور کوئی امام نہیں ہے اس وقت وُہ ہی امام خلق ہیں۔ کیونکہ اگر اس سلسلہ و ذریت انبیاء سے امامت کو جدا کیا جائے اور کسی دوسرے سلسلہ میں قائم کی جائے تو لابد انقطاع لازم آئے گا خصوصاً جبکہ سینکڑوں برس کے بعد ختم نبوت کا انکار کر کے کوئی ہمارے سامنے امام خلق بنے اور مہدویت کا دعویٰ کرے۔ اگر کتاب اللہ موجود ہے اور آیہ امامت ابراہیمی کتاب خدا میں مذکور ہے اور قرآن کتاب بر حق اور اس کی ہر ایک آیت حق و صدق ہے تو ضرور امام از ذریت ابراہیم و عترت خاتم النبیین موجود و مسلّم ہے اور وُہ غیر از مہدی آخر الزمان حجہ ابن الحسن اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا ہر ایک مدعی مہدویت کاذب ہے۔ وجود امام سے انکار یقیناً کتاب اللہ سے انکار کرنا ہے۔

گیارھویں دلیل

قال سُبحانہٗ تعالیٰ اللہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (انفال ع ۴) نہیں عذاب کرے گا خدا اُن پر در انحالیکہ اے پیغمبر تو ان میں ہے۔ یہ امر مسلمات اصل اسلام سے ہے کہ امت محمدی کے لئے مثل اُمم سابقہ عذاب استیصال نہیں ہے جس کی دو وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ پیغمبر خاتم النبیین ہے۔ اگر نوع ہلاک کر دی جائے تو بعد اس کے کوئی پیغمبر نہیں ہے جو تربیت نوع کرے۔ دُوسرے اس لئے کہ نفس وجود محمدی رحمت واسعۂ الٰہی ہے در حمتہ للعالمین ہے رحمت للعالمین کے ہوتے عذاب نہیں آ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ

عذاب کلی امت محمدی سے مرتفع ہے۔ اور یہی مطلب آیہ مذکورہ ۔ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم کا ہے۔ کہ خدا اس لئے عذاب نہیں بھیجتا کہ پیغمبران میں ہے اور اس کے وجود کی برکت سے وہ محفوظ ہیں۔ لیکن وجود روحانی باطنی پیغمبر ہر زمان اور ہر مکان میں مساوی ہے۔ خاص قوم اور ملک سے مخصوص و محدود نہیں۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین ہے اور اس رحمت سے تمام عوالم متمتع ہیں۔ مراد اس وجود سے وجود ظاہری ہے۔ اور وجود ظاہری پیغمبری اُمت محمدی میں اب موجود نہیں ہے پھر عذاب کیوں ممنوع ہے؟ پس یا تو یہ کہا جائے کہ یہ آیت درست نہیں ہے۔ کہ پیغمبر کی وجہ سے عذاب ممنوع ہے۔ اور یا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اب بھی پیغمبر بوجود ظاہری موجود ہے۔ اور ضرور ایسا ہی ہے۔ اور دوسری آیات بھی اس کی موید ہیں۔ کما قال عزوجل۔ لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر اسم اللہ فیہا کثیرا۔" اگر خدا بعض نفوس کی وجہ اور برکت سے بعض دوسروں سے عذاب و بلا کو دفع نہ کرتا تو گرجا۔ کنشت۔ مندر اور مساجد جن میں ذکر خدا ہوتا ہے، سب منہدم و نیست و نابود ہو جاتیں۔ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ کچھ نفوس ایسے ہیں جنکی برکت سے دُنیا قایم ہے۔ اور وہ وجود و نفوس نہیں ہیں مگر نفوس محمدی و اجزائے محمدی اور گویا اس وقت بھی پیغمبران میں موجود ہے۔ کیونکہ فرزند پیغمبر موجود ہے جو جزو پیغمبری بمنزلہ پیغمبر و نفس رسولؐ ہے۔ اور آیت کی تفسیر ہے یہ حدیث پیغمبری جو اسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں علامہ ابن محمد و سید ابو بکر ابن شہاب الدین علوی وغیرہما سے مروی ہے۔" اہلبیتی امان لاہل الارض کما ان النجوم امان لاہل السماء الخ" یعنی میرے اہلبیت اہل ارض کے

لئے امان ہیں - علامہ ابن حجر اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ جس طرح آنحضرتؐ
ان کے لئے امان تھے اسی طرح حضرتؐ کے اہلبیتؑ امان زمین و زمان ہیں - اور
یہی مطلب ہے آیہ مجیدہ "مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ"
اور یہی مقصود ہے - اس آیہ مجیدہ کا "لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ
لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ" اگر خدا بعض کی برکت سے دوسرے لوگوں سے عذاب
دفع نہ کرتا تو زمین فاسد ہو جاتی " وَلَوْ کَانَ فِیْہِمَا اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ
لَفَسَدَتَا" جیسا کہ اگر زمین آسمان میں سوائے خدا کے اور بھی موجود
ہوتے تو زمین و آسمان خراب و فاسد ہو جاتے - وکذا قیل فی الحدیث لو دفع
الامام لساخت الارض باھلھا" اگر امام زمین سے اٹھ جائے اور موجود نہ رہے تو زمین مع
اہل زمین منخسف و نیست و نابود ہو جائے - پس وجود امام از اولاد رسولؐ کہ امان
خلق و پناہ زمین و زمان ہے ہمیشہ موجود و باقی ہے - اور مسلّم ہے کہ ذریت رسولؐ
و اولاد رسولؐ میں سوائے محمد ابن الحسن العسکری اور کوئی امام و حجت اللہ نہیں ہے
اور وہ ہی اس وقت امام خلق و امان خلق ہے - اور اسی واسطے وہ بزرگوار علیہ الصلوٰۃ
والسلام عجل اللہ فرجہ فرماتے ہیں " اِنِّیْ اَمَانٌ لِاَہْلِ الْاَرْضِ کَمَا اَنَّ
النُّجُوْمَ اَمَانٌ لِاَہْلِ السَّمَاءِ" بتحقیق کہ میں اہل زمین کے لئے امان ہوں
جس طرح کہ نجوم اہل آسمان کے لئے امان ہیں - پس وجود امان خلق و امام خلق
حضرت حجۃ مہدی آخر الزمان محقق و مسلّم و ضروری و لازمی ہے - اور اس سے
انکار صریح آیات قرآنی سے انکار ہے " وھو المطلوب "

~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~

دوبارہ سفرِ شام اور رسُول کی شادی اس وقت مکہ میں ایک خاتون خدیجہ کے نام کی تھی۔ بڑی دولتمند اور صاحب جاہ و ثروت۔ اُس نے شام میں بھیجنے کے لئے ایک قافلہ تیار کیا۔ آنحضرت کی عمر اُس وقت چوبیس سال کی تھی۔ آپ کے چچا نے آپ سے کہا کہ اگر آپ خدیجہ کی ملازمت اختیار کر لیں تو آپ کے لئے بہتر ہو۔ خدیجہ نے خوشی سے آپ کو ملازم رکھ لیا۔ آپ نے مال سوداگری عمدہ منافع پر فروخت کیا۔ اور واپسی کے وقت مہیا مال خرید کر لائے۔ یہ سفر بڑا سُود مند ثابت ہوا اور خدیجہ بڑی خوش ہوئی۔ ایک تو آپکی لیاقت خرید فروخت کی وجہ سے اور دوسرے اس وجہ سے کہ آپ حسین اور جوان صالح تھے۔ اُس کو آپ سے محبت ہو گئی۔ اور خود ہی اُس نے آپ سے نکاح کی درخواست کی اور تھوڑے عرصہ کے بعد دونوں کی شادی رچائی گئی۔ خدیجہؓ کے والد نے بھی اس نکاح کو بہت پسند کیا۔

خدیجہ کی اولاد اس سے پہلے دو دفعہ خدیجہ کی شادی ہو چکی تھی۔ لیکن اسکے دونوں سابقہ خاوند فوت ہو چکے تھے۔ اور اس وقت اسکے یہاں پہلے نکاحوں سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔ اس شادی خانہ آبادی سے ہر کہ ومہ کو خوشی ہوئی۔ حالانکہ خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ اور آنحضرت کی عمر صرف پچیس سال کی تھی۔ خدیجہ کے بطن سے آنحضرت کے یہاں دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں[۴]۔ لڑکے تو بچپن ہی سے فوت ہو گئے۔ لڑکیاں جوان

---

[۴] اولاد حضرت خدیجہ از شوہران سابق و جناب پیغمبرؐ اسلام میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ دختران خدیجہ مثل زینب و رقیہ اور کلثوم اولاد رسُول ہیں۔ دوسرے گروہ اسلام کا یہ بیان ہے کہ اولاد رسول از بطن خدیجہ جناب قاسم و فاطمہ زہرا ہیں۔ زینب و غیرہ سابق شوہران خدیجہ سے ہیں۔ اور بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ دختران خواہر خدیجہ ہالہ سے ہیں۔ جن کو جناب خدیجہ نے پرورش فرمایا تھا (بقیہ حاشیہ دیکھو صفحہ)

ہو کر بیاہی گئیں - ان چاروں میں سے فاطمہ نہایت مشہور گذری ہیں - فاطمہ کی شادی آنحضرت کے عم زاد بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے ہوئی تھی ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) جس کے باعث یہ دختران خدیجہ مشہور ہوئیں - اس دعوی کی تائید میں کہ ماسوائے جناب قاسم و جناب فاطمہ زہرا کوئی اولاد رسول بطن خدیجہ سے نہیں - بہت سے ثبوت پیش کرتے ہیں - جو کہ چند اس مقام پر درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

اول :- تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ اکبر اولاد حضرت پیغمبرؐ حضرت قاسم ہیں - انکی ولادت قبل بعثت اور وفات بعد بعثت ہوئی - عمر ان کی سترہ یا چوبیس ماہ کی ہوئی - اور یہ بھی امر مسلمہ ہے کہ جناب زینب - رقیہ اور کلثوم قبل بعثت سن بلوغ کو پہنچ گئی تھیں - لہذا یہ کس طرح ممکن ہے کہ اولاد اصغر اولاد اکبر سے عمر میں زیادہ ہو ۔

دوئم :- تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ زینب - رقیہ اور کلثوم کا نشوونما حالت کفر پر ہوا - اور حالت کفر ہی سے انہوں نے اسلام قبول کیا - اور ان کی شادیاں بھی کفار ابن قریش (ابو العاص - عتبہ و عتیق) کے ساتھ ہوئیں - تو آپ فرمائیے کہ یہ اگر دختران رسولؐ ہوتیں تو کیا ان کا نشوونما حالت کفر پر ہوتا - اور کیا ان کی شادیاں کفار ابن قریش کے ساتھ ہوتیں - بلکہ ان امور سے یہ امر بخوبی ظاہر و ثابت ہے کہ یہ لڑکیاں شوہر سابق خدیجہ سے تھیں یا ان کی بہن کی لڑکیاں تھیں جنکو انہوں نے پرورش فرمایا تھا - اور ان کی شادیاں حضرت خدیجہ نے جناب رسول عربی کے عقد سے پہلے فرمائی تھیں ۔

سوئم :- آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر جنکا نزول جناب علیؑ مرتضٰے و فاطمہ زہرا و حسنینؑ کی شان مبارک میں ہوا ہے - جناب فاطمہؑ کے فضائل و مناقب کیلئے کافی و وافی ہے اور ہزاروں رسولؐ کی حدیثیں جناب زہراؐ کے فضائل میں شامل کی گئی ہیں "فاطمہ میری پارہ گوشت ہے اسکی ایذا میری ایذا ہے (صحیح مسلم) یا فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسکو غضبناک کیا اس نے مجھکو غضبناک کیا" (صحیح بخاری) موجود ہیں اگر ہمکو کوئی آیت یا حدیث جناب زینب - رقیہ اور کلثوم کے شان مبارک میں نہیں ملتی - اگر یہ اولاد رسولؐ ہوتیں تو انکی شان مبارک میں بھی کوئی آیہ نازل ہوا ہوتا - اور کوئی انکے فضائل و مناقب میں بھی شان جناب فاطمہ زہرا کتب احادیث میں موجود ہوتی ۔

ؔ جب تک وہ (فاطمہ زہرا) زندہ رہیں آپ (علیؑ) نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا - (امپیریل ڈکشنری آف یونیورسل جیاگرفی از مسٹر ولیم میکنزی)

غار حراؓ اور نزول وحی

جب آنحضرتؐ پر یہ فضل آلہی ہوا کہ آپ کی شادی مکہؐ کی سب سے بڑی دولتمند خاتون سے ہو گئی۔ تو آپ نے اپنی بیوی کے کاروبار کی نگرانی شروع کی۔ لیکن اس تعلق کی وجہ سے آنحضرتؐ کو ذکر اذکار کی طرف متوجہ ہونے کے لئے وقت ملنے لگ گیا۔

آنحضرتؐ کی عادت تھی کہ جنگلوں اور ویرانوں میں اکیلے تشریف لیجاتے اور کئی کئی دن اور ہفتے ذکر و فکر میں مصروف رہتے۔ رات کے وقت آپ غار حراؓ میں چلے جاتے۔ ان خلوت گاہوں میں گاہ گاہ خدیجہ بھی آپ کے ہمراہ چلی جاتی۔

آنحضرتؐ کا برتاؤ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ایسا اچھا تھا کہ مکہؐ کے سب لوگ آپ کو امینؐ کہتے۔ اور اس وجہ سے اگر آنحضرتؐ مکہؐ کے رئیس اعظم نہ تھے تو رئیس ضرور تھے۔

جب علیؓ کی عمر سات برس کی ہوئی تو وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ رہنے لگے۔ اس وقت کے بعد علیؓ ہمیشہ آپ کے طرفدار رہے۔

آنحضرتؐ کی عمر چالیسؐ سال کی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ آپ کے سامنے آگئے اور عہدۂ رسالت آپ کے سپرد ہوا۔

۱ؐ کفار قریش بعد اظہار نبوت آپ کے سخت مخالف و دشمن ہو گئے تھے۔ مگر اس دشمنی و مخاصمت پر بھی آپ پر اس قدر اعتماد و اعتبار تھا کہ اپنی تمام امانتوں کو آپ کے پاس ہی رکھتے تھے۔ چنانچہ جبکہ آپ نے ان ہی کے ہاتھوں ہجرت مدینہ فرمائی۔ تو ان ہی کے امانتوں کے باعث آپ اپنے جانشین و خلیفہ جناب علی مرتضیٰ کو مکہ معظمہ چھوڑ گئے۔ تاکہ وہ بعد ادائیگی امانات آپ کے پاس واپس لوٹ آئیں۔

۲ؐ محمدؐ کی عمر چالیس سال کی تھی جب کہ وہ حراؓ کے غار میں جو مکہؐ سے قریب ہے ماہ رمضان کو عبادت آلہی میں بسر کرنے اور انہیں اہم مسائل پر غور کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک دن اپنی بی بی خدیجہ سے جو اس سال اپنے لوازم خانہ داری سمیت ان کے ساتھ یا ان سے کہیں قریب تعیں فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ (دیکھو صفحہ ۱۲)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) کی خاص رحمت سے جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ مجھ پر تمام اسرار منکشف ہو گئے اب مجھے کسی قسم کا شبہہ نہیں رہا۔ نہ میرے لئے کوئی تاریکی حائل رہی۔ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں یہ تمام بت اور ان کی پرستشیں سب ہیچ ہیں۔ کمبخت لکڑیوں کے ٹکڑے ہیں۔ ایک خدائے واحد قہار ہم سب پر حاکم ہے۔ ہم ان سب سے برأت کرتے ہیں۔ اور اسی کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ وُہی بزرگ ہے اور کوئی شے اس سے بزرگ تر نہیں۔ وُہی حقیقۃ الحقائق ہے۔ چوبی بتوں کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہی حقیقی صانع ہے۔ اسی نے ہمیں اولاً پیدا کیا اور وہی ہمارے بقا کا باعث ہے۔ ہم اور تمام چیزیں اسی کی ظل عنایت میں۔ اسی نمود بے بود کے پردے میں اس کی قدرت کی تجلی مخفی ہے۔ اللہ اکبر خدا بزرگ ہے۔ اور پھر اسلام یعنی اپنے کو خدا کے سپرد کر دینا چاہیے۔ ہماری پوری قوت یہی ہے کہ اسی پر توکل کریں۔ وُہی جو ہمارے حق میں مناسب جانے کرے۔ دُنیا اور آخرت دونوں میں جو کچھ وہ ہمارے لئے مناسب سمجھے۔ موت ہو یا موت سے بھی بدتر ہمارے لئے وُہی خوب ہے۔ وہی خوب تر ہے۔ ہم اپنے کو خدا کے سپرد کرتے ہیں

گیٹھے (جرمن کا مشہور فلسفی) کہتا ہے کہ اگر یہی اسلام ہے تو کیا ہم سب کا مدار اسلام ہی پر نہیں ہے "ہاں ہاں! ہم سب جن میں کچھ بھی اخلاق ہے۔ ایسی ہی زندگی بسر کرتے ہیں ..." (مسرور انبیا اردو ترجمہ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ مسٹر کارلائل)

ناظرین! اسوقت حقیر چند خیالات علمائے غیر کے نسبت "نبوت رسول عربی" آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ جس سے بخوبی آپ حضرات پر ظاہر و ہویدا ہو جاویگا کہ ہر مذہب و ملت میں ایسے حضرات ضرور پائے جاتے ہیں جو کہ حق پسندی کو حتی الوسع ہاتھوں سے نہیں چھوڑتے۔ گو اُن سے اکثر غلطیاں بباعث خوف برادران ملت یا بوجہ تقلید مذہب آبائی سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر جب بھی بہت سے مواقع پر اظہار حق کرنے میں شرم و دریغ نہیں کرتے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو ان غلطیوں کے باعث برادران اسلامی ہی ہیں جو کہ اپنے توہمات کو صحیح سمجھ کر ان کا اندراج اپنی کتب میں کرتے ہیں۔ ہمکو دوسروں سے شکوہ و شکایت نہیں بلکہ اپنوں ہی سے گلہ ہے افسوس! ایک بڑی تعداد برادران اسلامی کا یہ خیال ہے کہ نعوذ باللہ ان کا رسول معصوم نہ تھا۔ بلکہ ایک خاطی و عاصی گنہگار شخص تھا۔ جس سے خطائے اجتہادیاں مثل مجتہدین سرزد ہوا کرتیں۔ وہ قبل وحی بتوں کے نام کی قربانیاں کیا کرتا۔ اور بعد وحی اُس پر شیطان مسلط ہوتا۔ اور اسکی زبان سے بتوں کی تعریف کراتا۔ محفل رقص و رنگ کا ملاحظہ کرتا۔

(بقیہ حاشیہ) اپنی چہیتی زوجہ کو یہ ساغر دکھاتا۔ تئے خوشگوار خوب نوش فرماتا اور وہ بھی خانہ خدا میں جسکے باعث ایک مسجد کا نام ہی مسجد قداح (شراب) مشہور ہوگیا۔

پناہ بخدا! پناہ بخدا! فخر موجودات۔ سردار بنی آدم۔ خاتم النبیین۔ افضل الانبیاء کے متعلق یہ اعتقادات یہ خیالات۔ اگر یہ بزرگ۔ یہ پیر اعظم ان اوصاف کے ساتھ موصوف ہے تو حضرت ہملا تو اُن کو دُور ہی سے سلام اور دُور سے نہیں بلکہ کروڑوں میل سے سلام ہے۔ ہمارا نبی۔ ہمارا رسول۔ ہمارا پیغمبر۔ ہمارا رہبر۔ ہمارا ہادی جنکو ہم بھی فخر موجودات، سردار بنی آدم وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ معصوم ہے۔ گناہان کبیرہ وصغیرہ۔ سہو و نسیان سے پاک وصاف ہے۔ جو کچھ کہتا و کرتا ہے۔ سب حکم خدا سے۔ تمام اُسکے افعال و حرکات تابع و موافق حکم خدا ہیں۔ نہ اُسکے قول میں خطا ہے اور نہ اُسکے افعال و حرکات پر سزا ہے۔ وہ بُت پرستوں کو راہ راست پر لانے والا۔ اُنکو ہدایت کرنے والا اور اُنکے بتوں کو نیست و نابود کرنیوالا ہے۔ شیطان پر لعنت کرنیوالا۔ اور شیطانی افعال کی انسداد کرنیوالا ہے۔ شراب و مے نوشی اور مخرب الاخلاق افعال کی بیخ و بنیاد اُڑانے والا اور اُن کو صفحہ ہستی سے مٹانے والا ہے۔ اور اسکے عابدوں کو راہ حق دکھانے والا ہے۔ وہ باعث ایجاد خلق ہے۔ وہ صاحب خلق عظیم ہے۔ اس لئے تمام انبیاء سے افضل و اعلیٰ ہے +

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ امر درپیش ہے کہ اسلام تو مدعی عصمت انبیاء ہے اور وہ ان لغو واقعات مثلاً یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے شراب نوش فرمائی اور اُسکے نشہ میں ایسے سرشار ہوئے کہ علف ہوگئے۔ حضرت لوط نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ زنا کیا اور اُن سے حرامی اولاد پیدا ہوئی۔ حضرت داؤد زوجہ اوریا پر عاشق ہوئے اور اُسکے ساتھ افعال قبیحہ کے مُرتکب ہوئے۔ سلیمان نے مشرکہ عورتوں کے ساتھ خلاف حکم خدا شادیاں کیں۔ اور اُن کے واسطے بُت خانہ تعمیر کردئے اور اُنکے بتوں کو پوجا۔ مثل اسکے دیگر واقعات جن کا اندراج کتب سماویہ وصحف سابقہ یعنی کتاب مقدس میں موجود ہے۔ رد کرنے والا ہے نہ کہ ان ہی باطل اعتقادات کا معتقد۔ مہربان من سچ ہے: اسلام تو ان ہی لغویات اور باطل پرستی کے مٹانے کے واسطے آیا تھا۔ جنکو حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیاء کی اُمت نے اپنی طرف سے کتب مقدسہ میں شامل کردیا تھا۔ اگر مجھ سے کوئی سچ سچ وجہ پوچھنا چاہتا ہے تو دراصل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں پر ایک ادبار ہے اور یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خلافت کو اس کے جایز اور حقیقی اور قابل خلافت ورثاء تک نہیں پہنچایا۔ جو کہ صاحبان علوم وہبی تھے الراسخون فی العلم اور معصوم تھے۔ بلکہ اُن کے پاس لیگئے جو کسی طرح اس کے لائق نہ تھے۔ اگر کسی نے انکے افعال و حرکات پر اعتراض کیا تو ان کی محبت و اُلفت نے ایسا متوالہ کیا کہ آخر کہنے لگے کہ اگر انکے افعال ایسے تھے تو کیا تعجب ہے۔ ہمارے پیارے حبیب۔ ہمارے پیارے رسُول سے اکثر ایسی غلطیاں اور اکثر ایسے امور سرزد ہوئے۔ ہمارے پیارے پیغمبر پر ہی انحصار نہیں بلکہ اکثر ایسی خطائیں تو انبیائے سابقین مثل آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ سے بھی سرزد ہوئی ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید و فرقان حمید میں موجود ہے۔

افسوس ہزار افسوس! جب ایسی لغویات و باطل پرستیوں سے کُتب اسلامی مثلاً تفاسیر و کتب احادیث وغیرہ پُر ہوں تو اُن حضرات غیر مذاہب سے شکوہ و شکایت نہیں جنہوں نے کہ اسلامی پیغمبر پر نکتہ چینیاں کی ہیں۔ بلکہ ہم کو اُن علمائے غیر مذاہب کا نہایت ممنون و مشکور ہونا چاہیئے کہ جنہوں نے ان وقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور ان لغویات کو نظرانداز کرتے ہوئے اسلامی پیغمبر کو حق پسندی اور انصاف سے دیکھا ہے۔

اہل انصاف اور طالبین حق کی خدمت میں حقیر کی آخری مگر مختصر سی عرض یہ ہے کہ اگر وہ اسلام کو اس کی اصلی شکل و صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو قرآن سے زیادہ مستند اور کوئی دُوسری اسلامی کتاب نہیں ہاں اُس کے مطالب تک پہنچنا کوئی آسان کام نہیں۔ اگر اس کے معنی احادیث اہلبیت رسُول کی امداد سے سمجھیں گے تو وہ اسلام کی اصلی ہیئت کو بخوبی ملاحظ فرمائینگے۔ رسُولؐ اسی خیال سے کہ مبادا میری اُمت چاہ ضلالت میں مُبتلا نہ ہو فرما گئے تھے۔ کہ "اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک قرآن اور دُوسرے اپنی عترت۔ اور یہ دونوں ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہونگی یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔ اگر تم ان سے تمسک کروگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے"۔

(بقیہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۱۵ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) سہ یہ کہہ گئے تھے صحابہ سے احمد مختار۔ کہ میں نے چھوڑے ہیں دُنیا میں دو بزرگ شعار

ایک اہلبیت رسالت دگر کلام مجید۔ یہ دونوں واسطے تم سب کے ہیں امام سعید

اس حدیث کو کُل گروہ اسلامی نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ اور اس گروہ کے ایک فرد یعنی علامہ

ابو الفضل محمد احسان اللہ العباسی) جس نے کہ تمسک اہلبیت کا کچھ خیال نہ کیا اپنی مصنفہ کتاب

تاریخ الاسلام میں اس کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں "...... اس کا منشاء بظاہر یہ تھا کہ قرآن

تمہارے لئے ایک عمدہ قانون چھوڑتا ہوں جو ضروریات زندگی میں تمہارا سب سے بڑا رفیق ہے اور

قرآن کے سمجھانے کے لئے اہلبیت یعنی میرے گھر والے عموماً سب سے زیادہ قابل ہیں کہ فیض صحبت

نے انہیں دوسرے اصحاب سے زیادہ فیضیاب بنا رکھا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ چلکر

ایک زمانہ اپنے کو سید (آل رسول) بنا کر اپنی پرستش کرائے تو اچھا ہے۔ لیکن اس کہنے کا یہ منشاء

بھی نہیں ہے کہ کسی کو آل رسول سمجھ کر اس محبت کے جوش میں جو رسول کے ساتھ ہر شخص کو ہونا

چاہیئے کوئی سلوک کیا جائے تو یہ عمل بیکار جائیگا"

ناظرین! اب میں مذاہب غیر کے علماء کے خیالات۔ جنہوں نے کہ تائید و تصدیق نبوت

رسول عربی فرمائی ہے اور جو کہ انصاف پسند اور حق کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں اور جنکے کلام

میں تعصب کی ملونی بہت کم پائی جاتی ہے اُن ہی کی تحریرات سے انتخاب کر کے آپ حضرات کی خدمت

میں پیش کرتا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں:-

(۱) مسٹر طامس کارلائیل اپنی مصنفہ کتاب ہیر و اینڈ ہیرو ورشپ میں فرماتے ہیں۔

".... خدا نے اکثر وحی بھیجی۔ پس اگر ہم اس انسان کو سب سے آخر اور سب سے نرالا صاحب وحی

و الہام کہیں تو کیا استبعاد ہے۔ قادر مطلق کی وحی نے اس کو شعور عطا کیا ہے۔ آپ سنئے تو کہ

کہتا کیا ہے۔ پس ہم محمد کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور نری باطن شخص تھا

ورنہ ہم اُس کو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں۔ جو سخت درشت

پیغام اُس نے دُنیا کو دیا بہر حال وُہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا۔ اور اگرچہ وُہ ایک مرتب کلام تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) مگر اس کا مخرج وہی ہستی تھی جس کی تھاہ کسی نے بھی نہیں پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا۔ جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کے منور کرنے کو نکلا تھا اور بے شبہہ اس کیلئے اور بانی یوں ہی تھا۔"

(۲) مسٹر باسورتھ سمتھ ایم۔ اے اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم میں فرماتے ہیں:-

"محمد کا بیان در باب وحدانیت خدا اور اس امر کے کہ وہ انسان کے ہر ایک چھوٹے بڑے فعل پر مختار ہے۔ صرف کسی پہلے مذہب سے چرایا ہوا نہ تھا۔ یہودی علی العموم اپنے بہترین زمانہ میں بھی خدا کے سوا اور دیوتاؤں کی پرستش میں وحشت کے ساتھ مصروف ہو گئے تھے۔ اور آخر کار قید کا لوہا ان کی روحوں میں داخل ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے مشرقی ملکوں کے قیام کے زمانہ میں بہت کچھ سیکھ لیا۔ مگر اس سے زیادہ بھول گئے۔ وہاں آ کر وہ بت پرستی ہمیشہ کیلئے بھول گئے لیکن گو انہوں نے اس وقت کے بعد پھر دیوتاؤں کی پوجا نہیں کی مگر اپنے انبیاء کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم سے وہ پھر بھی بہت غافل تھے۔ اور جو وقت کہ انکے انتہا درجہ کے عروج کا ہوا ہوتا وہ اس سب سے بڑے کشت و خون کے ساتھ ختم ہو گیا جو انکے زوال سے تھوڑے ہی دنوں پہلے وقوع میں آیا تھا۔ عصا و سلطنت یہودا کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ لیکن جلا وطن شدہ یہودی اب تک ملک عرب میں نہایت سختی کے ساتھ اپنے مغرورانہ مذہبی حقوق کی خیالی صورت پر قائم تھے۔ حالانکہ جس بات نے انکو یہ استحقاق دیا تھا اب اس کا نام و نشان بھی نہ رہا تھا۔ عیسائی بھی (میری مراد ایسے عیسائیوں سے ہے جن سے ملنے کا محمد کو اتفاق ہوا) یہودیوں کا مذہب اور وہ اعلیٰ درجہ کے الہامات خدا جو حضرت عیسیٰ نے ان کو پہنچائے تھے۔ اور جنکو یہودیوں نے قبول نہ کیا تھا۔ بھول چکے تھے۔ ہوموشی نیس ماننے والے سٹیس۔ ماتونی سلٹس جیکوبیٹس فرقوں کے

* یہ تخصیص فضول ہے۔ اس وجہ سے کہ کیا وہ عیسائی جو ملک عرب میں آباد نہ تھے۔ تو کیا وہ حضرت مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے قائل نہ تھے۔ اور کیا یہ فقرات "تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ کلمہ اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں"۔ عرب ہی کے انجیلوں میں موجود تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) عیسائی نہایت سختی کے ساتھ ایسی باتوں میں مذہبی قاعدے بناتے تھے - جن میں ہمارے متبرک پیشواؤں نے کوئی بھی قاعدہ یا اصول نہیں بنایا - وہ نہایت شدت کے ساتھ ایسے مباحثوں میں مصروف تھے - مثلاً یہ کہ جو بات علم ریاضی کی رو سے غلط ہے وہ علم مابعد الطبیعت کی رو سے صحیح ہو سکتی ہے ! اور عجیب طور سے ایسی باتوں میں سچ یا جھوٹ کا لگاؤ نکالتے تھے جو اُن کو اس غرض سے بتائی گئی تھیں کہ آپس کی پھوٹ کے متفرق کر دینے والی جھیل ان میں نہ رہے - وہ جھوٹ کو حقیقت - فصاحت و بلاغت کو منطق اور نظم کو نثر بناتے تھے - زبان سے تو خدا خدا نہایت چلا چلا کر کہتے تھے - مگر دل میں وحدانیت خدا کو بھلا چکے تھے - حضرت عیسیٰ کی نسبت وہ تمام معاملات میں سوائے کسی ایسی بات کے جو انکی طرح کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرے بحث کرتے تھے - پس محمدؐ اس لئے آئے کہ ان تمام باطل باتوں پر جھاڑو پھیر دیں - بت وہ کیا ؟ زیتون کی لکڑی کے ٹکڑے جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ! فلسفیانہ خیالات اور مذہب مکڑی کا تنا ہوا جالا ! ان سب کو دور کرو - اللہ سب سے بڑا ہے اور اُسکے سوا اور کوئی شے بڑی نہیں ہے - یہی مسلمانوں کا مذہب ہے اسلام - یعنی انسان کو چاہیئے کہ خدا کی مرضی پر توکل کرے - اور ایسا کرنے میں نہایت خوش ہو - یہی مسلمانوں کا طرز زندگی ہے - ایک معترض یہ سوال کر سکتا ہے کہ ان دونوں اصولوں میں جو اوپر بیان ہوئے ہیں کونسی بات ایسی ہے جسکو یہ کہا جائے کہ وہ نئی تھی یا محمدؐ ہی کو سوجھی تھی - بیشک کچھ نیا نہ تھا - بلکہ یہ باتیں ایسی پرانی تھیں جیسا کہ موسیٰ کا زمانہ - بلکہ فی الحقیقت ایسی پرانی جیسے کہ خود ابراہیم بار بار محمدؐ نے نہایت سنجیدگی سے جتلایا کہ میں عربوں کے لئے کوئی نئی بات لیکر مبعوث نہیں ہوا بلکہ شریعت ابراہیمی کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے آیا ہوں - جو ہمیشہ یہاں موجود تھی مگر اس کو سب لوگ بھول گئے یا اس سے غافل ہو گئے ہیں - قوم سے علیحدہ اور غمگین ناخوش یہودیوں اور آپس میں لڑنے والے تین خدا کے قائل عیسائیوں اور ہر طرح کے مخلوق پرستوں میں ایک اونٹ ہانکنے والا آیا نہ اسلئے کہ ان کو کوئی نئی بات سکھانے بلکہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) اس لئے کہ جو پُرانی شے وہ بھول گئے تھے اُن کو یاد دلائے۔ عرب کی زمین پر دو ہزار برس پہلے ایک ایسے شخص (موسیٰ) کو جو جنگل میں اپنے باپ (خُسر) کی بکریاں چرا رہا تھا۔ یہ سادہ مگر چونکا دینے والا پیغام آیا تھا "میں وُہ ہوں جو میں ہوں۔ سُن اے اسرائیل ہمارا مالک خدا ایک خدا ہے۔ پس جا اور میں تیری زبان کے ساتھ ہونگا اور سکھاؤنگا تجھے جو تجھکو کہنا چاہیئے"۔ ان الفاظ کو سُنکر یہ برگزیدہ قوم (بنی اسرائیل) افریقہ سے ایشیا میں چلی گئی۔ غلام آزاد ہو گئے۔ اور ایک خاندان ایک قوم بن گیا۔ اسی عرب کی زمین پر اب پھر وہی آواز ایک دُوسرے بکریاں چرانے والے کو آئی۔ اور ایسے اثر کے ساتھ آئی جو پہلی آواز سے کچھ کم عجیب یا عام طور پر دنیا کو فائدہ پہنچانے میں اُس سے ہرگز کچھ کم نہ تھی۔ یعنی "اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"۔ یہ رسالت قبول کی گئی اور خدا کے پیغام کا اعلان کیا گیا۔ اور ایک ہی صدی کے اندر اس آواز کی گونج عدن سے انطاکیہ تک اور سے ویل سے سمرقند تک پھیل گئی اور اس تمام ملک نے اس کی حقیقت کو مان لیا۔

(۲) شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براھمو دھرم اپنی مرتبہ کتاب **سوانحعمری حضرت محمد صاحب بانئے اسلام** میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت محمد صاحب بانئے مذہب اسلام۔۔۔۔ منجملہ ان بزرگ اشخاص کے ہیں جنہوں نے قانون قدرت کے موافق جہالت اور تاریکی کے زمانے میں پیدا ہو کر دنیا میں بہت کچھ صداقت کی روشنی کو پھیلایا۔ اور لوگوں کو رُوحانی و دُنیاوی ترقی کا راستہ دکھایا۔ جس طرح ہندوستان کو شاکیہ مُنی گوتم عرف بدھ اور راجہ رام موہن رائے اور فارس کو زردشت اور چین کو کنفوشس اور یہودیہ کو حضرت عیسٰے کے وجود پر فخر ہے۔ ویسے ہی ریگستان عرب کے لئے محمد صاحب کا وجود اس کی عزت و عظمت کا باعث ہے۔ بلکہ آنحضرتؐ کی ذات سے جو جو فیض دُنیا کو پہنچے ان کے لئے نہ صرف عرب بلکہ تمام دُنیا کو ان کا شکر گزار ہونا مناسب ہے۔ کون کونسی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسان کے لئے اپنے اُوپر برداشت نہیں کیں اور کیا کیا مصیبتیں ان کو اس میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) اُٹھانی نہیں پڑیں" عرب جیسے ایک وحشی اور گندہ ناتراش ملک کو خدا کی توحید کی تعلیم دینا اور سیدھے راستہ پر لانا ایک ایسے ہی فلسفی مزاج کا کام تھا۔ اور آخر اسی سے انجام ہؤا۔ تنگ دل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ کی نسبت کچھ ہی کہیں۔ لیکن جو لوگ انصاف پسند اور کشادہ دل ہیں۔ وُہ کبھی محمدؐ صاحب کی اُن بے بہا خدمات کو کہ جو وُہ نسل انسان کی بہبودی کے لئے بجا لائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے۔ اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وُہ پرلے درجہ کے تنگدل اور ناحق شناس لوگ ہیں"

"محمدؐ صاحب سے پہلے دُنیا میں بہت سے نبی گذر چکے تھے اور ان میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح نہایت اولوالعزم پیغمبر تھے۔ لیکن اُن کی رسالت اور آنحضرت کی رسالت میں یہ بڑا فرق تھا کہ وُہ نبی صرف اپنے بھائیوں یعنی بنی اسرائیل کی ہدایت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حضرت موسیٰ کی نبوت اور اُن کی کل زندگی بنی اسرائیل اور اُن کے ہی معاملات میں صرف ہوئی۔ حضرت مسیح بھی ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ مَیں بنی اسرائیل کی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو راستہ دکھانے آیا ہوں۔ چنانچہ انہیں کی ہدایت میں لگے رہے۔ لیکن آنحضرت نے کبھی یہ نہیں کہا کہ مَیں بنی اسمٰعیل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کو ایک آنکھ سے دیکھا۔ بلکہ انہیں اور تمام دُنیا کو اپنا بھائی جانا اور سب کو یکساں محبت اور دردمندی سے پیغام الٰہی سنایا بادشاہوں کے شان وشکوہ کا رعب بھی انہیں پیغام الٰہی کے پہنچانے سے مانع نہیں ہوتا تھا۔ وُہ جس آزادی سے ایک ادنےٰ غریب آدمی کو صداقت کی طرف بلاتے تھے اُسی آزادی سے بے دھڑک عظیم الشان بادشاہوں اور شہنشاہوں کو پیغام حق بھیجتے تھے۔

سابق الاسلام بزرگوار کے اسمائے مُبارک } اس وقت سب سے اوّل حضرت خدیجہؓ نے اور ان کے بعد ان کے چچا زاد بھائی علیؑ اور آپ کے متبنی زیدؓ اور آپ کے دوست ابوبکر نے (جو آپ کی وفات پر آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے) آپ کی بیعت کی۔

خُفیہ دعوت اسلام } تین سال تک آنحضرت نے آہستگی کے ساتھ ایک خدا کی عبادت کے مسئلہ پر وعظ و تلقین کی لیکن اس عرصہ میں دین اسلام میں زیادہ آدمی داخل نہ ہوئے۔ تین سال کے اختتام پر قریش کو کھلم کھلا پیغام دیا گیا۔

لہ "مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد اس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علیؓ نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کے بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شکم مادر میں دین اسلام قبول کیا ہوا تھا۔ کیونکہ جب تک حالت حمل میں رہے علیؓ نے اپنی ماں کو اپنے بُت کے سامنے نہیں جھکنے دیا۔ اسی واسطے جب مسلمان علیؓ کا نام لیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ انکے چہرے کو بزرگی اور عظمت بخشے (یعنی کرم اللہ وجہہ) کہتے ہیں۔ مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا علیؓ میرے لئے ہے اور میں علی کے لئے ہوں۔ (علی منی وانا منہ) وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون موسیٰ سے رکھتے تھے (ھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ) میں ایک شہر ہوں جس میں تمام علم بند ہے اور علی اس کا دروازہ ہے (انا مدینۃ العلم وعلیؓ بابھا) (ہسٹری آف سنز از دیکلے منقول از النار الموقدہ لمن احرق بیت السیدہ)۔

سلہ ڈاکٹر اے۔ جارج بیکر صاحب نے دعوت ذوالعشیرہ کو قبل خفیہ دعوت اسلام اپنے لیکچر میں بیان فرمایا ہے۔ اس لئے حقیر نے مؤخر کو مقدم اور مقدم کو مؤخر کر دیا ہے۔ اس تصرف کی حقیر معافی چاہتا ہے۔

دعوت ذو العشیرہ علیؑ کو ارشاد ہوا کہ ابو طالب کے گھر میں چھوٹے پیمانے پر ایک دعوت کا سامان تیار کرے۔ اس دعوت میں آپ نے قریبی رشتہ داروں کو بلایا۔ آنحضرتؐ نے اُن کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت[1] پر مامور کیا ہے۔ لیکن وُہ آنحضرت پر ایمان نہ لائے۔ اور چپ چاپ چلے گئے۔

[1] "اللہ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو اُس کی طرف بلاؤں۔ پس اس مقدس کام میں جو شخص میرے ساتھ شریک ہوگا۔ وُہی میرا بھائی۔ میرا خلیفہ۔ میرا کمشنر ہوگا۔ یہ سُنکر ایک خاموشی تمام مجلس پر چھا گئی۔ یہاں تک کہ سب سے چھوٹے علیؓ نے ایک بڑے جوش سے پکارا۔ میں اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ اس مقدس کام میں شریک ہوتا ہوں۔ پس محمدؐ نے علیؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا۔ میرے بھائی۔ میرے خلیفہ۔ میرے کمشنر۔ دیکھو اللہ کی باتیں سُن اور اُسکے احکام کو مان"

(اسٹوری آف دی نیشنس جلد ہشتم از مسٹر گلمین)

"علیؑ کے والد ماجد ابو طالبؑ بھی اس جماعت میں موجود تھے۔ اس لئے رقریش آنحضرت سے مخاصمانہ سلوک نہیں کر سکتے تھے۔ مگر تاہم سب لوگوں کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ آدمی اور ایک سولہ[2] برس کے لڑکے کا فیصلہ کرنا کہ وُہ دونوں بلکہ تمام دُنیا کے خیالات کے برخلاف کوشش کرینگے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور تمام مجمع قہقہہ لگا کر منتشر ہوگیا۔ مگر ثابت ہوگیا کہ یہ ایک ہنسی کے لائق بات نہ تھی بلکہ بہت ٹھیک اور درست تھی۔ یہ نوجوان علیؑ ایسا شخص تھا کہ جسکی نسبت فقط یہ کہنا کافی ہے کہ کوئی شخص اس کو بغیر پسند کئے نہیں رہ سکتا۔ اس نے اسوقت اور اسکے بعد ہمیشہ کے واسطے اپنے کو ایک شریف دل آدمی ثابت کر دیا۔ بلکہ انسان بھی وُہ انسان جس میں نجابت اور بہادری بھری ہوئی تھی۔ اس میں بہادری مثل شیر کے تھی۔ ساتھ ہی اُسکے رحم۔ سچائی اور محبت بھی تھی۔ جو کہ ایک کرسچین نائٹ (عیسائی دیندار جوانمرد) کے لئے دیا ہے۔ اُس نے

[2] علمائے شیعہ اس وقت آپ کی عمر دس گیارہ سال تحریر کرتے ہیں + (دیکھو صفحہ ۲۲)

علانیہ دعوتِ اسلام اور ہجرت حبشہ

ایک دن آنحضرت خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور حضرت اسمٰعیل کے پتھر پر کھڑے ہو کر آپ نے علانیہ خدا کی وحدانیت کا وعظ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اب آپ کے پیرووں کی تعداد یکے بعد دیگرے بڑھنے لگی۔ پانچ سال کے گذرنے کے بعد قریش کو بھی اندیشہ پیدا ہو گیا اور انہوں نے آنحضرت کو ایذا اور موت کی دھمکی دینی اور آپ کے مریدوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ رسولِ خدا نے بعض مسلمانوں سے کہا کہ تم ابی سینیا (حبش) میں جا کر پناہ گزیں ہو جاؤ۔ نجاشی شاہ حبش نے ان مسلمانوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور خود بھی مسلمان ہو گیا۔ اور جب قریش نے مسلمانوں کے پیچھے ایک وفد بھیجا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱) بغداد کی مسجد میں بذریعہ قتل انتقال کیا۔ اور یہ موت اسکو شقاوت نفس کے باعث سے ہوئی۔ جیسے وہ ہر شخص میں سمجھتے تھے۔ فرمایا اگر یہ زخم باعث موت نہ ہو اس وقت تم لوگ میرے قاتل کو معاف کر دینا ورنہ اسکو ایک ضرب لگا کر قتل کرنا۔ تاکہ ہم دونوں قاتل و مقتول ایک ہی وقت خداوند عادل کے روبرو حاضر ہوں اور دیکھیں کہ کون حق پر تھا۔" (ہیروز ہیرو ورشپ از مسٹر کارلائیل)

سلہ یہ جلاوطنی..... پانچویں سال نبوت مطابق ۶۱۵ء وقوع میں آئی۔ جب قریش کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمان ملک حبشہ کو ہجرت کر گئے ہیں تو انہوں نے وہاں تک ان کا تعاقب کیا اور نجاشی شاہ ابی سینیا کی خدمت میں پہنچے۔ اور بعض کی نسبت یہ بیان کیا کہ وہ ہمارے بھاگے ہوئے غلام ہیں اور ہمیں ان کی گرفتاری کا حق حاصل ہے۔ شاہ حبش نے ان جلاوطنوں کو اپنے روبرو طلب کیا اور اُن کے دشمنوں نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ پیش کیا۔ تب جعفر ابن ابی طالبؓ جو حضرت علیؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ بادشاہ کی خدمت میں آگے بڑھے اور سب کی طرف سے اپنا حال یوں عرض کیا۔

وہ مسجد بغداد نہیں بلکہ مسجد کوفہ میں جو کہ صوبہ بغداد میں واقع ہے۔

تو شاہ نجاشی نے اُن کو واپس دینے سے اِنکار کردیا۔ یہ وفد کفار مکہ نے اس غرض سے بھیجا تھا کہ مسلمانوں کو مکہ میں واپس لاکر اس امر کی سزا دی جائے کہ کیوں وُہ ایک خدا اور اُس کے رسُول صلعم پر ایمان لائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) اے عالیجاہ شاہ! ہمارا حال یہ ہے کہ ہم جہالت اور گمراہی کے گڑھے میں گرے ہُوئے تھے۔ ہم بُتوں کی پُوجا کرتے تھے۔ مُردار کھایا کرتے تھے۔ گندی فحش باتیں بکتے تھے ہم میں کوئی انسانیت کی خوبی نہ تھی۔ خداوند تعالیٰ جس کا فضل سارے جہان پر چھایا ہُوا ہے محمدؐ کو کہ اُس پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ہمارے لئے رسُول کرکے بھیجا۔ اُسکی شرافت۔ راست گفتاری صفا باطنی اور دیانتداری سے ہم خوب آگاہ ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی ظاہر فرمائی۔ اور وُہ اللہ کا یہ پیغام لیکر ہمارے پاس آیا کہ صرف ایک خدا پر ایمان رکھو۔ اس کی ذات و صفات میں اور کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ بتوں کی پرستش مت کرو۔ راست گفتاری اپنا شعار ٹھہراؤ۔ امانت میں کبھی خیانت نہ کرو اپنے تمام ابنائے جنس سے ہمدردی رکھو۔ پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ عورت ذات کی عزت کرو۔ یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ پاکیزگی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرو۔ خدا کی عبادت کرو۔ اس کی یاد میں کھانا پینا تک بھُول جاؤ۔ راہ خدا میں غریبوں کی مدد کے لئے خیرات کرو اے بادشاہ یہ اس رسُول کی تعلیم ہے۔ ہم لوگ اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور اس کی تعلیم کو ہم نے قبول کر لیا ہے۔ خاصکر اس حکم کو کہ پتھر کے بے جان بُتوں کی پرستش نہ کرو۔ بلکہ صرف خدائے واحد کی پرستش کرو۔ صرف اس ایمان لانے پر ہمیں وُہ ایذائیں دی گئی ہیں کہ ہمیں بال بچے۔ گھر بار تک چھوڑ کر جلاوطن ہونا اور راہ غربت اختیار کرنا پڑا ہے۔ ہمیں اپنے وطن میں کہیں پناہ نہ ملی۔ آخر ہم سب پردیسیوں نے تیرے ملک میں آکر پناہ لی ہے۔ تیرے انصاف اور رحم سے ہمیں اُمید ہے کہ تو ہم غریبوں پر ظلم نہ ہونے دیگا"

+ شری دھرم پرکاش ودیو جی نے کسی قدر اختصار کے ساتھ اس تقریر کو اسجگہ درج فرمایا ہے۔ اس تقریر کے متعلق مسٹر بار

تھو سمتھ ایم۔ اے اس طرح فرماتے ہیں۔ اس تقریر کے سبب سے جو ہم پڑھتے ہیں نبی عربی کی ابتدائی تعلیم کا ایک اعلیٰ درجہ کا خلاصہ ہو جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) جعفر نے اس رقت بھرے دل سے اس تقریر کو ادا کیا کہ نجاشی پر اس کا بہت اثر ہوا اور اس کا دل اس رسول عربی کی اور تعلیم سننے کا آرزومند ہوا اُس نے جعفر سے کہا کہ جو کلام تمہارے نبی پر اُترا ہے اس میں سے بھی کچھ پڑھ کر سناؤ۔ تب جعفر نے سورۂ مریم کی چند ابتدائی آئیتیں ولادت مسیح کے باب میں پڑھ کر سنائیں۔ اور جب وہ ان الفاظ پر پہنچے کہ اے مریم خوش ہو کر کھا پی۔ اور اس ننھے بچے کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ تو کلام کی خوبی۔ وقت کی کیفیت۔ صداقت کا اثر۔ نیک نیتی کا زور ان سب چیزوں نے ایک عجیب حالت طاری کر دی۔ نیکدل شاہ حبش کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور دلسوزانہ

وہ بول اُٹھا کہ یہ اسی نور کی شعاعیں ہیں جس کا جلوہ موسیٰ پر ہوا تھا۔ یہ کہہ کر اس نے صاف انکار کر دیا کہ یہ مظلوم قریش کے حوالے نہیں کئے جا سکتے۔ اور سفیران قریش کو ناکام رخصت کیا۔ اور ان مومنین عرب کو نہایت خوشی سے اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دی۔ نجاشی کو اس نئے دین میں بے اختیار دلچسپی پیدا ہو گئی۔ کلام پاک کے الفاظ کچھ ایسے مناسب وقت میں اس کے رُو برو پڑھے گئے تھے کہ اس کے دل میں کھُب گئے تھے۔ وہ جعفر کو رخصت کر دیتا تھا۔ پھر تنہائی میں سوچتا تھا تو اس کے دل میں کشمکش شروع ہوتی تھی۔ وہ جعفر کو پھر بُلاتا اور اپنے عقیدے کا اُس کے عقیدے سے مقابلہ کرتا تھا۔ بار بار پوچھتا تھا کہ تم مسیح کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ جعفر کہتے کہ وہ برگزیدہ بندۂ خدا تھا جسے اللہ نے اپنا نبی اور رسول بنا کر بنی اسرائیل کے لئے بھیجا۔ ان تمام تقریروں اور مباحثوں کے بعد نجاشی صداقت کا قایل ہوا۔ اور کہا کہ اگر مہمات شاہی مہلت دیتیں تو میں خود عرب کو چلتا اور اس شاہ عرب کا چاکر بنتا ؎

اگر تاجور سر بر افراختے
کمر بند او چاکری ساختے

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانیٔ اسلام مرتبہ شردھے پرکاش دیوجی)

اعلان

حسب قاعدہ شہید نمبر کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ سال ششم کا پہلا نمبر اس آب و تاب سے نکل کر مومنین کو محظوظ کرے گا۔ اس نمبر کے متعلق بعض احباب کے مضامین پہنچ بھی چکے ہیں۔ دیگر احباب بھی مضامین پہلے ہی سے ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اعلاء کلمۃ اللہ و نصرت حسینؑ میں حصہ لیں۔

التماس اس کے بہی خواہ و ہمدرد احباب سے پھر وہی التجا ہے۔ جو نمبر سابق میں کی گئی تھی کہ اگر قوم کو ایسے رسالے کی ضرورت ہے اور تائید مذہب حق کے لئے اس کا وجود ضروری ہے۔ اور خدانخواستہ اگر اس کا وجود نہ ہو تو کوئی دوسرا رسالہ یا اخبار اس کی ضرورت کو پورا اور اس سے بے پرواہ نہیں کرسکتا اور جگہ پر نہیں کر سکتا۔ تو اس کی اشاعت کو فرض عین سمجھیں اور خریدار پیدا کریں۔ چند مرتبہ عرض کر چکے ہیں۔ اور پھر عرض کرتے ہیں۔ اس کے بہی خواہوں کو کم سے کم ایک ایک دو دو خریدار بہم پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ بغیر قوم کی حوصلہ افزائی کے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ صرف قولی بلکہ فعلی اور عملی امداد و اعانت کی ضرورت ہے۔ ہمیں دوسرے بھائیوں اور دوسری قوموں سے سبق لینا چاہیئے۔ حمایت دین سے ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ دوسری قومیں ہیں کہ ان میں سینکڑوں اخباروں سے نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں اور اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ ہر ایک خریدار اور قدر دان اس کی توسیع اشاعت

اپنا مذہبی اور قومی فرض سمجھتا ہے۔ اور ایک ایک شخص دس دس بیس بیس خریدار مہیا کر دیتا ہے۔ ہمارے یہاں چند اخبار و رسائل ہیں وہ بھی کس مپرسی کی حالت میں اور سخت تاسف اور تعجب کا مقام ہے کہ سوائے ان چند احباب کے جن کے اسماء مبارک چند مرتبہ البرہان میں شائع ہو چکے ہیں۔ مثل جناب پیر سید سلطان علی شاہ صاحب و سید قلندر حسین صاحب و مولوی محمد حسین صاحب شاہ پوری۔ مولوی سید حسین علی صاحب سبزواری و مولوی نثار علی صاحب و شیخ محمد نقی صاحب وغیرہ۔ دیگر احباب نے دس بیس تو کیا ایک دو خریدار بھی پیدا نہیں کئے۔ اور قوم کی بدمزاقی اس درجہ بڑھی ہے کہ ایسے پاکیزہ گوہر کی قدر نہیں کرتی اور موجودین بھی برابر کچھ نہ کچھ وی پی واپس کرتے رہتے ہیں اور بعض ہمدرد قوم و مذہب ایسے بھی ہیں جو چندہ ادا کرنے کا نام ہی نہیں لیتے جن میں اکثر اہل دول ہیں اور یہ وہ امور ہیں جو ہمارا حوصلہ پست کرتے ہیں۔ اور دل کو سخت کوفت ہوتی ہے رب اهد قومی انهم لا یعلمون ٥ مگر ان امور سے ہمارے خیر خواہوں کو ملول و متاسف اور مایوس نہ ہونا چاہیئے ان کو برابر اس کی اشاعت میں سعی کرتے رہنا چاہیئے۔ ضرور انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ مشکلے نیست کہ آسان نشود۔

دوسری التماس یہ ہے کہ جن حضرات کے ذمہ چندہ باقی ہے وہ جلد عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور جن صاحب کو آئندہ کسی وجہ خاص اور مجبوری سے اس کی سرپرستی منظور نہ ہو وہ شروع سال سے پہلے ہی مطلع فرمائیں تا کہ وی پی کی واپسی سے زیر بار نہ ہونا پڑے۔

خط و کتابت میں اپنی چٹ کا نمبر ضرور لکھا جائے۔ ورنہ اگر تمیز نہ ہونے

کی وجہ سے کسی خط کی تعمیل نہ ہوگی تو دفتر جواب دِہ اور ذمہ دار نہ ہوگا۔

قواعد میں لکھا جا چکا ہے کہ جن صاحب کو کسی مہینے کا پرچہ نہ پہنچے وُہ فوراً مطلع فرمادیا کریں۔ تاکہ دوبارہ بھیجا جاسکے۔

جو صاحب چار چار بلکہ چھ چھ ماہ کے بعد تکرارِ نامہ لکھ کر گذشتہ نمبر طلب فرماتے ہیں اُن کو مطلوب نمبر ہرگز بغیر قیمت نہ بھیجے جائینگے۔

خزانہ جواہرات

راستی موجبِ رضائے خداست — کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

سچوں کے آگے ہم اپنی سچی اور سریع التاثیر چیزیں پیش کرکے اپنے ملک کے اشتہاری حکیموں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ بغیر ایک لفظ جھوٹ لکھنے کے ایک صادق انسان اپنی تجربات سے دُنیا کو کیونکر گرویدہ بنا سکتا ہے۔ سنئیے:۔

رُوح اکسیر کی یہ شرف اسی دوا کو ہے کہ قریباً تین سو امراض پر اپنا جادو بھرا اثر چشم زدن میں ظاہر کرتی ہے۔ اس کے موجود ہوتے نہ کسی حکیم کی خوشامد اور نہ کسی بیہودہ اشتہاری دوائی کی ضرورت اس کے استعمال سے ناطاقتی۔ سُستی۔ سوزاک۔ بواسیر۔ بخار ہیضہ۔ دردِ شکم۔ دائمی قبض۔ تپِ دق۔ کھانسی۔ دردسر۔ زکام۔ پیچش۔ ناطاقتی دماغ طاعون۔ خارش۔ دردسر و دندان۔ سرسام۔ مرگی۔ قے۔ بانجھ پن۔ سل۔ اسقاط حمل۔ اِمراض رحم۔ ہچکی۔ نکسیر وغیرہ وغیرہ جمیع امراض اس طرح دُور ہوتے ہیں کہ گویا ہتھیلی پر سرسوں کمزور کو مرد۔ مرد کو جوانمرد۔ بے اولاد کو صاحب اولاد بنانا اس کا ادنےٰ وصف ہے۔ اس دوا کو اگر تمام حکمت کا نچوڑ کہیں تو بجا ہے۔ جس مرض پر کسی نے اس کا استعمال کیا تیر بہدف پایا۔ ہر جیب اور ہر گھر میں اس کا رہنا ضروری ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے تھوڑی ہے

فہرست کتب موجودہ دفتر البرہان

نوٹ: محصولڈاک بذمہ خریدار ہے۔ آٹھ آنہ سے کم کتابیں بذریعہ وی پی روانہ نہ ہونگی۔ اِس سے کم مقدار کے لئے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

ترجمہ الشہادتین یعنی جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی بےنظیر تصنیف سرالشہادتین کا عام فہم و سلیس اردو ترجمہ مع اصل کتاب مترجمہ جناب خواجہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی مع زیادتی فہرست ابواب و تذکرہ مصنف قابل دید رسالہ ہے۔ ذاکرین و عاشقان حسینؑ ضرور اور جلد طلب فرمائیں۔ یہ رسالہ بطور سند ہر شخص کے پاس رہنا چاہیے۔ قیمت صرف ... ... (۳ر)

ذبح عظیم: جناب چودھری جعفر حسین صاحب بی۔ اے مرحوم کا بےبہا رسالہ جو اپنی طرز جدید اور خوش اسلوبی کے ساتھ مختصراً جمیع حالات کربلا کو شامل ہے اور مرحوم کی یادگار میں دفتر البرہان نے شایع کیا ہے۔ اکثر نسخے بطور وقف تقسیم کئے گئے۔ صرف تھوڑی سی جلدیں بغرض فروخت رکھی گئی ہیں۔ شائقین بہت جلد طلب فرمائیں۔ قیمت صرف ... ... (۳ر)

نور العین فی جواز البکاء علی الحسنین - جناب زبدۃ العارفین مولانا مولوی سید محسن علیشاہ صاحب کی بےنظیر تصنیف۔ قیمت ... ... (۵ر)

رسالہ تقلید - برادران ایمانی پر مخفی نہیں کہ ہر اُس شخص کو جو مجتہد نہ ہو اور قرآن و حدیث سے احکام خود نہ نکال سکتا ہو مسایل جزئیہ فرعیہ کو ایسے مجتہد جامع الشرائط سے بغرض عمل دریافت و یاد کرنا ضروری و واجب ہے جو تمام عالم میں اعلم ہو اُسی کو تقلید کہتے ہیں۔ چونکہ ہمیں بعض عدول اہل خبرت کی شہادت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ بعد حضرت حجۃ الاسلام اخوند ملا محمد کاظم الخراسانی مرحوم قدس سرہٗ اس وقت اعلم جن کی تقلید واجب ہے جناب حجۃ الاسلام آقائے حاجی سید مصطفےٰ المجتہد نجفی کاشانی مدظلہ العالی ہیں۔ اِس لئے بغرض عام افادہ برادران اہل ہند اپنا ایک دینی فرض سمجھ کر جناب موصوف کا رسالہ تقلید یہ جو فارسی

زبان میں بطور سوال و جواب شائع ہوا ہے خود آنجناب کا دستخطی و تصحیح شدہ حاصل کرکے نہایت سلیس و عام فہم اردو میں ترجمہ کرا کر چھاپا گیا ہے تاکہ ہر ایک شخص ان جواہر بے بہا سے مستفیض و مستفید ہو سکے مسائل تطہیر نجاسات سے لیکر معاملات خرید و فروخت تک جملہ احکام ضروریہ جنکی ہر شخص کو شب و روز ضرورت پڑتی ہے اس میں موجود ہیں قیمت ہر محصول بذمہ خریدار ۔

البدر التمام۔ اردو ترجمہ الھیئۃ والاسلام۔ یہ کتاب اپنی وضع میں بالکل نئی ہے اس میں ثابت کیا ہے کہ علم ہیئت جدید جو زمانہ موجودہ کی تحقیقات کا مایہ ناز ہے وہ پیغمبر خدا اور انکے اصحاب و اولیاء کرام اب سے تیرہ سو برس قبل نہایت توضیح کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں جبکہ نہ علوم کی یہ ترقی تھی اور نہ آلات تحقیق ایجاد ہوئے تھے۔ قیمت عہ مجلد ۱۲؍ ۔

تحفۃ الاتقیاء۔ اردو ترجمہ تنزیہ الانبیاء یہ کتاب تخطیۃ الانبیاء کا جواب ہے جسکے مصنف نے حضرت آدمؑ سے تا حضرت خاتمؐ اکثر انبیاء پر الزام لگانے میں دریغ نہیں کیا اس کتاب کے مصنف نے عصمت انبیاء پر براہین عقلیہ قائم کرکے ہر شبہ کا جواب بخوبی سے دیا ہے قیمت عہ مجلد ۱۲

سحر مبین فی اوصاف المعصومین یعنی چہاردہ معصومین کے سچے اور صحیح فضائل و مناقب میں ایک نادر اور جدید مجموعہ نظم۔ نہایت خوشخط و خوشنما رنگین و سنہری ٹائیٹل پیج قیمت ۸؍ مجلد ۱۲؍ ۔

اخلاق المعصومینؑ۔ از حضرت خاتم النبیینؐ تا حضرت ختم الوصیینؑ چہاردہ معصومین کے مکارم اخلاق کا نمونہ اردو زبان میں ایسا مجموعہ موجود نہیں۔ قیمت صرف ... (۱۲؍)

طریقۃ الصلوٰۃ جس میں جملہ واجب اور بعض سنتی نمازوں کے طریق اور احکام کو اس طرح بیان کیا ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی آسانی سے سیکھ سکتا ہے۔ قیمت صرف ۴ ۔

الدرر الفرائد فی احسن العقائد۔ بچوں کی تعلیم کیلئے ایک نادر اعتقادیہ رسالہ ہے قیمت ۱؍ ۔

صحیفہ رضویہ معہ ترجمہ اردو جو خلیفہ مامون رشید کی خواہش کے موافق حضرت امام رضاؑ نے تحریر فرمایا تھا جس میں جملہ اصول عقائد کو نہایت مختصر بیان فرمایا ہے۔ قیمت ۱؍ ۔

مینیجر البرہان بازار حکیماں لاہور سے طلب کرو